اردو فینز کے لئے

465

# سونے کی کار

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید

اشتیاق احمد

# حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کی پیروی سب سے پہلے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) یہودی کریں گے، جن کے اوپر سبز اون کے موٹے موٹے کپڑے ہوں گے اور اس کے ساتھ جادوگر یہودی ہوں گے جو عجیب و غریب کام کریں گے، اور لوگوں کو دکھا کر گمراہ کریں گے۔ (آگے ابن عباس فرماتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس اس وقت میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے افیق نامی پہاڑ (یعنی گھاٹی) پر امام ہادی اور حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، ان کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی، درمیانہ قد، کشادہ پیشانی اور سیدھے بال والے ہوں گے، ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا۔ دجال کو قتل کریں گے، قتلِ دجال کے بعد جنگ ختم ہو جائے گی اور امن (کا دور دورہ) ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ آدمی شیر سے ملے گا تو شیر کو جوش نہ آئے گا (یعنی وہ حملہ نہ کرے گا) اور سانپ کو پکڑے گا تو نقصان نہ پہنچائے گا، اور زمین اپنی نباتات ایسی کثرت سے اگانے لگے گی جس طرح آدم علیہ السلام کے زمانہ میں اگاتی تھی، اہل زمین ان کی تصدیق کر دیں گے، اور سب لوگ ایک ہی دین (اسلام) کے پیرو ہو جائیں گے۔ (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر و اسحاق ابن بشیر)

# دو باتیں

السلام علیکم!

اس ماہ کا تیسرا ناول سونے کی کار حاضر ہے... نام پڑھ کر آپ کے منہ میں پانی تو بہت آجائے گا... لیکن کیا کیا جائے... سونے کی وہ کار آپ کو تو ملنے سے رہی... وہ تو انہیں بھی نہیں مل سکی... جن لوگوں نے اس کو منگوایا تھا...

شاید یہ ناول آپ کو بہت پسند آئے گا... یہ اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ انسپکٹر جمشید کا اندازہ نہیں ہے... ویسے محمود' فاروق اور فرزانہ اس بار پوری کہانی کے دوران چھائے نظر آئیں گے۔ یہ اور بات ہے آخر میں کام کوئی اور دکھا گیا...

ارے یہ کیا... یہ میں ناول کے بارے میں باتیں کیوں کرنے لگا... ہے کوئی تک... میرا تو آپ سے وعدہ ہے... دو باتیں میں ناول کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوگی... میں بھول گیا... کبھی کبھی بے خودی میں بھول بھی ہو جاتی ہے... آپ نے وہ شعر نہیں سنا۔

پھر بے خودی میں بھول گیا راہِ کوئے یار
جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں

مطلب یہ کہ کبھی کبھی بندے کو اپنی خبر بھی نہیں رہتی... دو باتیں کی تو کیا بات ہے۔ شکریہ...

اشتیاق احمد





# کار

"اف... کتنی خوب صورت کار ہے' بالکل سونے کی لگتی ہے۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

محمود اور فرزانہ اس سمت میں دیکھنے لگے... کار بڑی جہاز سے اتاری جا رہی تھی... اور وہ اس وقت بندرگاہ پر موجود تھے... آج ان پر بندرگاہ کی سیر کا بھوت سوار ہو گیا تھا... اچھے بھلے گھر میں بیٹھے تھے... چھٹی کا دن تھا کہ فاروق بول اٹھا تھا:

"آج تو بندرگاہ کی سیر کرنا چاہیے۔"

"اسے کہتے ہیں آبیل مجھے مار۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"یہاں بیل کہاں سے آ ٹپکا... اور اسے مارنے کی کیا سوجھ گئی۔" فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بیل جہاں ہوگا' اسے مارنے کی سوجھے گی... ورنہ یہ محاورہ کبھی نہ بنتا... آبیل مجھے مار۔" فرزانہ نے آنکھیں نکالیں۔

"چلو یہ بات مان لی... لیکن یہاں بیل کا ذکر کیسے نکل پڑا... اس پر بحث کر دو نا۔"

"بحث کی ضرورت نہیں... بات صاف ہے... ہم وہاں

جائیں گے تو کسی نہ کسی چکر میں پھنس جائیں گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"میرا خیال ہے... یہ ضروری نہیں۔" ایسے میں محمود نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔

"کیا ضروری نہیں۔" فرزانہ اس کی طرف الٹ پڑی۔

"یہ کہ ہم وہاں کسی کیس میں الجھ جائیں..."

"ہوتا تو یہی رہتا ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"اوہو... ایسا ہو نہ ہو... بس ہم تو جائیں گے... گھر میں ہم یوں بھی بے کار بیٹھے ہیں۔"

"کیا خیال ہے ابا جان... آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔" فاروق اب ان کی طرف مڑا' وہ اخبار دیکھ رہے تھے... جب کہ بیگم جمشید باورچی خانے میں برتنوں سے الجھ رہی تھیں۔

"اعتراض کیسا... سیر کرنا تو اچھی بات ہے۔"

"جی ہم بندرگاہ کی سیر کرنے جا رہے ہیں۔"

"بندرگاہ کی سیر اور زیادہ اچھی بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

"یہ آج آپ نے نئی کہی۔"

"بھئی اب میں روز روز پرانی کہاں سے لاؤں۔" انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

اور وہ مسکرا دیے۔

"آپ نے سنا نہیں۔" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔





"سنا نہیں... کیا نہیں سنا... بیگم کیا ہم بہرے ہیں۔"

"مم... میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ گڑبڑا گئیں۔

"تب پھر جو مطلب تھا... وہ بیان کرو نا... ویسے بیگم یہ تم مطلبی کب سے ہو گئیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"حد ہو گئی... اب مجھے مطلبی بنا ڈالا... ہے کوئی تک اس گھر میں۔"

"جی نہیں... تک یہاں واقعی نہیں ہے۔" فاروق پکارا۔

"آپ کچھ سنا رہی تھیں امی جان۔" فرزانہ نے یاد دلایا۔

"ہاں! وہ آپ نے سنا نہیں..."

"اوہو... آخر کیا... یہ بھی تو بتائیں نا۔"

"نیا نو دن پرانا سو دن... لہٰذا نئی کہنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ آپ پرانی کہہ لیں۔"

"توبہ ہے تم سے بیگم۔"

"توبہ اللہ سے کریں۔" ان کی آواز سنائی دی۔

"جاؤ بھئی... تم سیر کے لیے جاؤ..." وہ جھلا اٹھے۔

"اس قدر جھلا کر اجازت نہ دیں ابا جان۔" فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"کیوں' کیا بات ہے۔"

"پھر آگے بھی ہمیں جھلاہٹیں ہی جھلاہٹیں پیش آئیں گی۔"

"اچھا تم جاتے ہو یا..." وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"یا کیا؟" تینوں ایک ساتھ بول پڑے۔

"پھر میں بندرگاہ جاؤں اور تم یہاں ٹھہرو۔"

"حد ہو گئی... اب آپ وہاں جا کر کیا کریں گے بھلا۔"

"سیر... تمہارے بدلے میں سیر کروں گا اور کیا کروں گا۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"آؤ بھئی... جلدی کرو... کہیں واقعی ابا جان نہ چلے جائیں اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں۔" فاروق بولا۔

"حد ہو گئی... اس میں ہاتھ ملنے کی کون سی بات ہے... بندرگاہ اتنی چھوٹی نہیں ہوتی کہ ایک وقت میں زیادہ آدمی سیر نہ کر سکیں۔"

"دھت تیرے کی۔" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

اور وہ ہنستے ہوئے گھر سے نکل گئے... اپنی کار میں بیٹھ کر وہ بندرگاہ پہنچے اور سیر شروع ہوئی... ایسے میں انہوں نے ایک سامان بردار بحری جہاز سے وہ کار اترتے دیکھی... اور فاروق بے ساختہ کہہ اٹھا۔

"اف... کتنی خوب صورت کار ہے... بالکل سونے کی لگتی ہے۔"

"واقعی فاروق... اس میں شک نہیں... گویا اس پر سونے کی پانی سے رنگ کیا گیا ہے۔"





"ضرور کسی بہت بڑے دولت مند کی ہو گی۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"لوگوں کے پاس بھی کس قدر دولت آ گئی ہے... اب کاروں پر بھی سونے کے پانی کا رنگ ہونے لگا ہے۔" محمود نے کہا۔

"ہو سکتا ہے... ہمارا خیال غلط ہو... اور یہ سونے کے پانی کا رنگ نہ ہو... بلکہ سنہری رنگ ہو اور اس کاریگری سے کیا گیا ہو کہ یہ سونے کی نظر آئے۔"

"لیکن... نہ جانے کیا بات ہے... میرا دل دھک دھک کر رہا ہے۔" فاروق کی آواز سنائی دی۔

"اپنے دل کو سمجھاؤ..." فرزانہ نے اسے گھورا۔

"اچھی بات ہے... سمجھ جاؤ پیارے دل۔"

"تم نے اپنے دل کو پیارا دل کہہ دیا... یہ ضروری تو نہیں۔" محمود ہنسا۔

"کیا ضروری نہیں..." فاروق اس کی طرف الٹ پڑا۔

"یہ کہ تمہارا دل پیارا بھی ہو۔"

"اب میں تمہیں اپنا دل چیر کر تو دکھا نہیں سکتا..."

"خیر چیرنے کے بعد تو وہ واقعی پیارا نہیں رہ جائے گا۔"

"حد ہو گئی... بے چارے کا دل چیر ڈالا۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"نن نہیں تو... یہ کس نے کہہ دیا تم سے... میں زندہ سلامت کھڑا ہوں... ادھر دیکھو... میری طرف۔"

''میں کار کی طرف دیکھ رہی ہوں۔''

''ایک تو یہ کار ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہے۔''

''لو اور سنو... اب کاریں بھی ہاتھ دھو کر پیچھے پڑنے لگیں۔''

اس وقت تک وہ کار نیچے آ چکی تھی... وہ اس کی طرف قدم اٹھانے لگے...

''اے! کدھر منہ اٹھائے چلے آ رہے ہو۔'' کسی نے گرج دار آواز میں کہا۔

''کک... کیا یہاں منہ جھکا کر چلنا پڑتا ہے۔'' فاروق نے پوچھا۔

''چلو بھاگو... یہ بندرگاہ ہے... کوئی سیر گاہ نہیں۔''

''اوہ... ہم تو سیر کرنے آئے تھے... اچھا کیا آپ نے ہماری غلط فہمی دور کر دی۔''

وہ بندرگاہ پر کام کرنے والا کوئی مزدور تھا...

''لیکن تم گئے نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ ان کی طرف بڑھا۔

''ارے ارے... کیا مارنے کا ارادہ ہے۔'' فاروق بوکھلا اٹھا۔

''نہیں... پیار کرنے کا۔'' اس نے جھلا کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی بے ہنگم ہنسی ہنسنے لگا... اتنے میں وہ ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا تھا... اس نے دائیں ہاتھ کا مکا فاروق کے منہ پر جڑ دیا... لیکن بھلا فاروق کیوں وصول کرتا وہ مکا، اسے کیا





ضرورت تھی اس مکے کی... مکا ہوا میں لہرا کر رہ گیا۔

''واہ! کیا نشانہ ہے۔'' محمود نے تعریف کی۔

''کس کے نشانے کی تعریف کر رہے ہو۔''

''انہی بھائی صاحب کی... خوب سوچ سمجھ کر مکا مارا ہے۔''

اسے اور غصہ آ گیا... جھلا کر دوسرا مکا دے مارا... وہ بھی خالی گیا... اس کے مزدور ساتھیوں نے اب تو قہقہہ لگایا... اس کا منہ سرخ ہو گیا... وہ بری طرح فاروق پر کود پڑا... فاروق ایک طرف ہٹ گیا... وہ دھب سے زمین پر گرا...

اس کے ساتھی بے تحاشہ ہنسنے لگے... ایسے میں ایک سرد آواز ابھری:

''یہ کیا ہو رہا ہے۔''

وہ سب چونک کر آواز کی طرف مڑے... ایک سفید لباس والا شریف صورت انسان حیرت زدہ انداز میں ان سب کو دیکھ رہا تھا.. وہ درمیانے سے قد کا آدمی تھا۔

''یہ... یہ لوگ ادھر آ گئے تھے سر... میں نے روکا تو لڑنے مرنے پر اتر آئے۔'' اس مزدور نے فوراً کہا۔

''آپ لوگ ادھر کیسے آ گئے... یہ علاقہ عام نہیں ہے... لیکن آپ نے گیٹ کیسے عبور کر لیا... وہاں تو پہرہ ہوتا ہے۔''

''اگر یہ بات انہوں نے پوچھ لی ہوتی... تو جھگڑا نہ ہوتا... ویسے جھگڑا ہم سے انہوں نے کیا ہے... آپ ان کے ساتھیوں سے

پوچھ لیں۔" محمود نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں... جھگڑا لالو نے شروع کیا تھا۔"

"بڑی بات ہے بھئی... یہ تو شریف لوگ نظر آتے ہیں.. شاید غلطی سے اس طرف آ گئے... گیٹ پر اس وقت پہرے دار کی توجہ کسی اور طرف ہو گئی ہو گی۔"

"جی نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"جی نہیں... کیا جی نہیں۔"

"اس وقت ان کی توجہ بالکل ہمارے طرف تھی۔"

"تب پھر اس نے آپ لوگوں کو روکا کیوں نہیں۔"

"ہم نے اپنے کاغذات دکھا دیے تھے۔"

"اوہو اچھا... تو آپ کے پاس اس قسم کے کاغذات ہیں... جن کی رو سے آپ یہاں سیر کر سکتے ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"ذرا مجھے بھی دکھائیں... پھر ہم آپ کو نہیں پوچھیں گے۔"

محمود نے اپنا اجازت نامہ نکال کر دکھا دیا... اس نے پڑھا اور حیرت زدہ انداز میں بولا۔

"اوہ... اوہ... آپ لوگ تو بہت نامور لوگ ہیں... آپ تو جہاز کے اندر تک کی سیر کر سکتے ہیں۔"

"شکریہ جناب۔"





"یہ... یہ کون لوگ ہیں سر۔" لالو کے ایک ساتھی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں... تم لوگ اپنا کام کرو۔"

"جی اچھا۔"

وہ سامان کی طرف مڑ گئے... جو جہاز سے اتارا جا رہا تھا... ادھر محمود نے ان صاحب سے پوچھا۔

"یہ... یہ کار کس کی ہے سر... بہت خوب صورت ہے۔"

"پتا نہیں... کس کی ہے... وہ رسید دکھا کر باہر سے وصول کرے گا... میرا کام تو جہاز سے اپنی نگرانی میں سامان اتروانا ہے اور بس۔"

"اچھا شکریہ... کیا ہم ذرا نزدیک سے اس کار کو دیکھ سکتے ہیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں۔" وہ مسکرا دیا اور مزدوروں کی طرف بڑھ گیا۔

اب تینوں کار کی طرف مڑے... ایسے میں لالو پھر ان کی طرف دوڑ کر آیا...

"آپ جو کوئی بھی ہیں... اس کار کی طرف نہ بڑھیں۔"

اس کی آواز اس آفیسر نے سن لی... وہ جھلا کر اس کی طرف پلٹا۔

"کیا ہو گیا ہے لالو تمہیں۔"

"کچھ نہیں... آپ اپنے کام سے کام رکھیں... اور تم... کار سے فوراً دور ہٹ جاؤ... ورنہ۔"

اس نے ایسے خوفناک انداز میں کہا کہ انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے نظر آئے۔

☆...☆...☆





# افسر

آفیسر نے لالو کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھا... پھر مارے خوف کے وہاں سے سرک گیا' اب وہ ان کی طرف مڑا اور سرد آواز میں بولا۔

"تم نے سنا نہیں' میں نے کیا کہا ہے... یہاں سے ہٹ جاؤ.. اور چلتے پھرتے نظر آؤ... ورنہ۔"

"ہم نے سنا ہے... ہم بہرے نہیں ہیں... پہلے تم یہ بتاؤ... تم ان صاحب کے ماتحت ہو یا افسر۔"

"افسر وہ ہے... لیکن ہم جیسے ان جیسے افسروں سے بالکل نہیں ڈرتے... البتہ ان جیسے افسر ہم جیسے لوگوں سے بہت ڈرتے ہیں۔"

"تم ہو کن جیسے... یہ بھی تو پتا چلے۔" محمود نے پوچھا۔

"دیکھا نہیں تھا... کیسے بھیگی بلی بن کر یہاں سے سرک گیا تھا وہ۔"

"یہ تو خیر دیکھا تھا... لیکن آخر کیوں۔"

"وہ جانتا ہے... میں کون ہوں۔"

"خیر... ان صاحب کا نام کیا ہے... جو بھیگی بلی بن کر یہاں سے چلتے بنے ہیں۔"

"تم سے مطلب؟" اس نے جھلا کر ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں واقعی... ہم سے مطلب... ویسے آپ ان کا نام بتاتے ہوئے ڈرتے کیوں ہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہائیں! کیا کہا... میں اور ڈرتا ہوں' اس چوہے کا نام لینے سے... تو سن لو... گودی انچارج ہے... نام ہے مسرور گباڈیہ۔" اس نے تنک کر کہا۔

"کیا نام بتایا... مسرور کباڑیہ۔" فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"گباڈیہ نہیں... کباڑیہ... ویسے ہے بالکل کباڑیہ۔"

"اور آپ... آپ اپنا تعارف بھی تو کرائیں۔"

"میرا نام تو سن ہی چکے ہو... اُلو کہتے ہیں مجھے... پورا نام نہ پوچھنا... ڈر جاؤ گے۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"واہ! پھر تو مزا آجائے گا۔" فاروق چہکا۔

"کس بات سے آجائے گا مزا۔" وہ غرایا۔

"پورا نام پوچھ کر اگر ہم ڈر گئے تو کتنا مزا آئے گا... تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"پاگل تو نہیں ہو۔" اس نے انہیں گھورا۔

"نہیں بڑے بھائی... دراصل ہمیں ڈرنے کا بہت شوق



ہے... جب دیکھو... ڈرنے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔"

"ڈرنے کا شوق... ڈرنے کے بہانے... اے... تم تو واقعی پاگل ہو۔"

"اور سچ بات تو یہ ہے کہ ہم تو ڈر خریدتے پھرتے ہیں کہ بس کہیں سے مل جائے... اور ایک اور سچ بات بتاؤں۔" فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

"چلو وہ بھی بتا دو... میری معلومات میں اضافہ ہی ہو جائے گا۔"

"ڈر ہمیں بے بھاؤ ملتا ہے۔"

"تم ضرور میرا دماغ چاٹ جاؤ گے' اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ یہاں سے تم لوگ دور ہٹ جاؤ۔"

"اچھی بات ہے... شاید آپ نے دھیان نہیں دیا۔" محمود نے گفتگو میں حصہ لیا۔

"کس بات پر؟"

"آپ کے آفیسر سر گباڈیہ نے ہمارے والد کا کیا نام لیا تھا بھلا۔"

"کیا ہو گا کچھ... مجھے کیا... میں کوئی ڈرتا ہوں... تمہارے والد سے... تم گئے نہیں ابھی۔"

"ہم اس کار کا جائزہ لیے بغیر ہرگز یہاں سے نہیں جائیں گے۔"

"اسی لیے میں نے افسر کو یہاں سے ہٹا دیا تھا۔" وہ پراسرار انداز میں مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"میں سمجھ گیا تھا... تم کار کو نزدیک سے دیکھے بغیر نہیں مانو گے... اور آفیسر تمہارا وہ پرچہ دیکھ کر تمہارے رعب میں آ گیا تھا... لہٰذا میں نے سوچا... اس چوہے کو یہاں سے ہٹادوں... تاکہ تم کار کو نزدیک سے نہ دیکھ سکو۔"

"کیوں آخر... آپ کا اس میں کیا جاتا ہے... اگر ہم کار کو نزدیک سے دیکھ لیں۔"

"نہیں... ہرگز نہیں... یہ کار... ایک بہت بڑے آدمی کی ہے... ذراسی خراش بھی اس پر آگئی تو ہماری مصیبت آجائے گی۔"

"اوہو اچھا... کون ہے وہ بڑا آدمی۔"

"سردار تنویر ابدالی۔"

"نام تو بہت بارعب ہے۔"

"وہ خود بھی بہت بارعب ہے... دیکھو گے تو ڈر جاؤ گے۔"

"آپ کے بتانے پر شوق ہو گیا ہے انہیں دیکھنے کا... کہاں رہتے ہیں بھلا۔"

"کوٹ روڈ... 904 نمبر کوٹھی۔"

"او کے... پھر ہم اس کار کا معائنہ وہیں کیوں نہ کر لیں۔"

"اس صورت میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا... کیونکہ





جب اصل مالک دکھانا پسند کریں گے تو وہاں اس معاملے میں رکاوٹ بننے کے لیے کوئی لالو نہیں ہو گا۔"

"او کے... خدا حافظ... ویسے میرا خیال ہے... ہم بہت جلد دوبارہ ملیں گے۔"

"مجھے تو ایسی کوئی امید نہیں... میں تو اپنے کام سے کام رکھنے والا ہوں۔"

"اسی لیے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تم سے دوبارہ جلد ملاقات ہو گی۔"

"اگر ایسا ہوا... تو بھی تم ہی نقصان میں رہو گے۔"

"اللہ مالک ہے۔"

وہ کار کے پاس سے گزرتے چلے گئے... ایسے میں فرزانہ نے کہا۔

"میرے خیال میں یہ ٹھیک نہیں ہوا؟"

"کک... کیا؟"

"ہمیں کار کا معائنہ کرنا چاہیے تھا... آخر لالو... ہمیں کار کے پاس سے کیوں ہٹانا چاہتا ہے۔"

"تب پھر ہم باہر چلتے ہیں... کار کو وصول کرنے والے تو آتے ہی ہوں گے... ان سے مل لیں گے... یا ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس جگہ پہنچ جائیں گے... جہاں کار جائے گی۔"

"اس میں ایک خطرہ ہے..." فرزانہ نے سوچ میں گم انداز

میں کہا۔

"خطرہ... کس میں۔" محمود نے چونک کر پوچھا۔

"وہاں جانے میں... جو پتا لالو نے بتایا ہے... ہو سکتا ہے اس نے چال چلی ہو... کار کے مالک کا نام اور پتا غلط بتایا ہو۔"

"ہاں! وہ چالاک تو لگتا ہے... خیر ہم کار کا تعاقب کرتے ہوئے تو جا ہی سکتے ہیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

وہ اس جگہ پر آئے اور اس طرف بڑھے... جس جگہ مال وصول کیا جاتا تھا... وہاں بڑے بڑے ٹرک ٹرالر وغیرہ کھڑے تھے... تاکہ ان پر سامان لوڈ کر کے لے جایا جا سکے... اب انہیں یہاں رک کر انتظار کرنا تھا... آخر سنہری کار کی باری آ گئی... ایک کھلے ٹرالر پر اس کو لادا گیا تھا... ٹرالر پر لدی کار کو دیکھ کر وہ تیار ہو گئے...

"محمود... میرا ایک مشورہ ہے۔"

"اور وہ کیا۔"

"میں اور فرزانہ کار کا تعاقب کر لیں گے... تم ذرا اس آفیسر سے مل لو... کیا نام ہے اس کا... مسرور گباڈیا۔"

"میں سمجھ گیا... یہی مناسب رہے گا... تم جاؤ۔"

محمود نے کہا اور اندر کی طرف چل پڑا... اپنی رو میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا... وہ بوکھلا کر مڑا۔ ایک خوش شکل آدمی اسے مسکرا مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔





"فرمائیے... آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ کیوں رکھا؟"

اس نے منہ بنایا۔

"آپ کو مسرور گباڈیا تک لے جانے کے لیے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"انہوں نے میری ڈیوٹی یہاں لگائی تھی... انہیں اندازہ تھا کہ آپ لوگ ضرور آئیں گے... تاہم انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ آپ میں سے صرف ایک آئے گا۔"

"چلیں پھر... میں تو خود انہی کی تلاش میں نکلا تھا۔"

"وہ بہت اچھے اور سمجھ دار آدمی ہیں... آپ کو تلاش کی زحمت سے بچا لیا۔"

وہ اس کے ساتھ ایک کمرے میں داخل ہوا... وہاں مسرور گباڈیا موجود تھا... اس کا ماتحت کمرے سے نکل گیا۔ مسرور گباڈیا نے پرجوش انداز میں اس سے ہاتھ ملایا اور بولا۔

"میں نے آپ کو زحمت تو نہیں دی۔"

"نہیں، میں تو خود آپ کی طرف آ رہا تھا۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا... ویسے میں بہت خوف زدہ ہوں۔"

"میرا بھی یہی اندازہ ہے۔" محمود مسکرایا۔

"لیکن آپ کو یہ اندازہ نہیں کہ میں کیوں خوف زدہ ہوں۔"

"آپ لالو سے خوف زدہ ہیں۔"

"یہ ٹھیک ہے... لیکن اصل وجہ کیا ہے لالو سے خوف زدہ

ہونے کی... بتانے والی بات تو یہ ہے۔"

"بتائیے... میں سن رہا ہوں۔" محمود آگے کی طرف جھک آیا۔

ایسے میں دروازہ زوردار آواز کے ساتھ کھلا... مسرور گباڈیا کی آنکھوں میں خوف ہی خوف دوڑتا نظر آیا... کیونکہ اس کا رخ دروازے کی طرف تھا جب کہ محمود کی کمر دروازے کی طرف تھی... اسے اس حد تک خوف زدہ دیکھ کر وہ یک دم مڑا۔

☆...☆...☆





# ایک اور

آخر خدا خدا کر کے سنہری کار باہر نکلی... بڑی بڑی مونچھوں والا ایک شخص اسے چلا رہا تھا... اور کوئی نہیں تھا... فاروق نے اپنی کار اس کے پیچھے غیر محسوس طور پر لگا دی... دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی رہیں۔ مونچھوں والے کو اس بات کی کوئی پروا نہیں تھی کہ کوئی اس کا تعاقب کر سکتا ہے...

آخر بیس منٹ کے سفر کے بعد کار ایک کوٹھی میں داخل ہوئی... دونوں اپنی کار سے اترے... گیٹ بند ہو چکا تھا... وہ آگے بڑھے... دروازے پر نام کی تختی لگی تھی... اس پر لکھا تھا۔

"سرپونگا۔"

"یہ کیا نام ہوا... یہ تو ایسے لگتا ہے... جیسے سر بونگا" فاروق نے منہ بنایا۔

"اس کے سامنے نہ کہہ دینا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کس کے سامنے؟"

"سرپونگا کے۔"

"خیر... میں دستک دینے لگا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے گھنٹی

کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

تین منٹ بعد ایک ملازم نے دروازہ کھولا اور حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

"کل بھی تو چندہ دیا ہے تم لوگوں کو۔"

"ہائیں... کیا واقعی..." فاروق کے منہ سے مارے حیرت سے نکلا۔

"ہاں... بھاگ جاؤ... چلے آتے ہیں۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی گیٹ کھٹ سے بند ہو گیا...

"حد ہو گئی۔" فاروق جل گیا اور پھر گھنٹی بجا دی... اس بار اس نے گھنٹی سے انگلی نہ اٹھائی جب تک کہ دوبارہ دروازہ نہیں کھل گیا۔

"یہ کیا پاگل پن ہے۔" ملازم کی دھاڑ سنائی دی...

اس بار دروازہ کھلنے پر انہیں اس ملازم کے ساتھ ایک اور ملازم بھی نظر آیا... وہ کافی خونخوار تھا...

"یہ کیا ہو رہا ہے... کیا تم لوگوں کا پروگرام مار کھانے کا ہے۔" وہ گرجا۔

"نہیں... یہ ان سے پوچھیں۔"

"کیا مطلب... اس سے کیا پوچھوں۔"

"ہم نے جب پہلے گھنٹی بجائی تھی... تو انہوں نے بات سنے بغیر دروازہ کیوں بند کر دیا تھا۔"





"ارے تم ہوتے کون ہو... ہم تمہارے ملازم ہیں کہ تمہارے لیے سارا دن دروازہ کھولتے رہیں۔" خونخوار ملازم نے غرا کر کہا۔

"کیوں... کیا سرڈونگا سے کوئی ملنے نہیں آسکتا۔"

"ضرور آسکتا ہے... ارے کیا کہا... سرڈونگا... اپنے الفاظ واپس لو... ورنہ سر توڑ دوں گا..." وہ چلا اٹھا۔

"اچھا... لاؤ۔" فاروق نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"کیا لاؤں۔"

"الفاظ واپس دے دو میرے۔"

"یہ پاگل ہے..." یہ کہہ کر خونخوار ملازم نے ایک مکا اس کی ٹھوڑی پر دے مارا... یہ اور بات ہے کہ مکا فاروق سے آگے نکل گیا... وہ فوراً بیٹھ گیا تھا۔

"ارے! فاروق... تم کہاں چلے گئے۔" فرزانہ نے ادھر ادھر گردن گھمائی۔

"ادھر ادھر ہی نظریں دوڑا رہی ہو... نیچے اوپر بھی دیکھ لیا کرو۔" فاروق جل گیا۔

"اوہ... سوری..." یہ کہہ کر فرزانہ نے اوپر کی طرف دیکھا۔

"نہیں فاروق... تم اوپر بھی نہیں ہو۔"

"تو لازمی بات ہے... میں نیچے ہوں گا..."

"یہ... یہ پاگل ہیں... مار وانہیں۔" پہلا ملازم چلایا۔

اب دونوں ان کی طرف بڑھے... اس طرح انہیں دروازے سے نکل کر آگے آنا پڑا... یہ موقع ان دونوں کے لیے اچھا تھا... وہ تیر کی طرح اندر داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا...

عین اسی وقت انہوں نے ایک خوفناک غراہٹ سنی... اگر وہ فوری طور پر لڑھک نہ گئے ہوتے تو... خوفناک کتا انہیں اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا... وہ ہوا میں گویا اڑتا ہوا گیٹ سے ٹکرایا...

اب جو انہوں نے دیکھا... حد درجے بڑا اور خوفناک تھا۔

"ارے باپ رے... سر چونگا نے بھی کیا کیا چیزیں پال رکھی ہیں۔" فاروق کانپ گیا۔

"وہ... وہ پھر آ رہا ہے۔" فرزانہ چلائی۔

"آئے گا نہیں تو کیا کرے گا..." فاروق ہنسا۔

"ہائیں... تم ہنس رہے ہو..."

"تو اور کیا روؤں... رونے سے یہ کتا ڈر تو نہیں جائے گا..."

عین اس وقت کتے نے ایک بہت لمبی چھلانگ لگائی... دونوں دائیں بائیں گرے اور لڑھک گئے... کتا پھر اپنی جھونک میں آگے نکل گیا۔

"کھولو... دروازہ کھولو... نہیں تو ہم... تمہیں مار ڈالیں گے..." باہر سے ملازم کی بلند آواز سنائی دی۔

"تم سے پہلے ہی کتا ہمیں مار ڈالے گا... اگر ہم نے دروازہ





کھولا..." فاروق بلند آواز میں بولا۔

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں پاگل... دروازہ کھول دو... یہ تمہیں چیر پھاڑ ڈالے گا اور تمہارا خون ہماری گردن پر ہو گا... سر پونگا ہمیں نہیں چھوڑے گا۔" ملازم چیخا۔

"ہم دروازہ کھولنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں... پہلے کتے سے نبٹ لیں..."

"تم اور اس سے نبٹ لو گے... ہرگز نہیں... وہ تم سے نبٹ لے گا... پاگل... بلڈ ہاؤنڈ ہے۔"

"اس میں ہمارا کیا قصور۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"کس میں۔" فرزانہ نے فوراً پوچھا۔

"اس میں کہ یہ بلڈ ہاؤنڈ ہے۔"

"توبہ ہے تم سے۔"

عین اس وقت کتا پھر ان کی طرف آیا... دونوں نے اس بار لمبی چھلانگیں لگائیں... کتا آگے نکل گیا... فوراً ہی پلٹا اور انہیں دیکھ کر بری طرح غرانے لگا... شاید سوچ رہا تھا... یہ تو قابو میں نہیں آ رہے... اب کس رخ سے وار کروں... آخر اس نے پھر چھلانگ لگائی۔

"صرف بچاؤ کرنے سے کام نہیں چلے گا... اپنے جوتے کی نوک سے اس پر وار کرو۔" فرزانہ نے مشورہ دیا۔

"تمہارے جوتے کو کیا ہوا۔" فاروق نے برا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"میرے پیر میں سینڈل ہیں اور سینڈل کی نوک خطرناک نہیں ہوتی۔"

"اچھا... یہ مجھے نہیں معلوم تھا۔" فاروق نے کہا اور کتے پر وار کرنے کے لیے تیار ہو گیا... اس بار وہ جونہی آیا... فاروق اچھلا... کتا آگے نکلا... ساتھ ہی فاروق نے لات گھمائی... جوتے کی نوک اس کی پسلیوں میں لگی... وہ چیخ کر گرا... لیکن پھر اٹھ گیا... شاید اس ٹھوکر نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا تھا...

"جوتے سے کام نہیں چلے گا..." فاروق نے کہا اور ادھر ادھر کسی چیز کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ دروازے کے ساتھ اسے ایک رائفل کھڑی نظر آئی... شاید وہ ملازم کی تھی... باہر نکلنے سے پہلے وہ وہاں کھڑا کر گیا تھا... فاروق نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... اس کی طرف چھلانگ لگا دی... کتا اس کے پیچھے لپکا... وہ سمجھا... فاروق اس سے ڈر کر بھاگ رہا ہے... لیکن وہ رائفل اٹھا کر بلا کی تیزی سے مڑا اور اس کو نالی کی طرف سے پکڑ کر گھما دیا... رائفل کا بٹ کتے کے منہ پر لگا... وہ بری طرح چیخا... لیکن پھر فاروق کی طرف کودا... فاروق نے پھر بٹ مارا... اس بار بٹ بہت کارگر رہا... کتا گرا اور چیخنے لگا... اب اس نے اٹھنے کی کوشش نہیں کی... ایسے میں فرزانہ نے گیٹ کھول دیا... دونوں ملازم فوراً اندر آ گئے... انہوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے کتے کو دیکھا... پھر انہیں دیکھا... اور دونوں ایک ساتھ بولے۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"





"کیا کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کتا ادھر زخمی پڑا ہے... اور تم دونوں کے جسموں پر خراش تک نہیں آئی۔"

"اوہ اچھا! یہ بات ہے... تو یہ اللہ کی مہربانی سے ہو سکتا ہے۔"

"آخر تم کون ہو۔"

"میرا نام فاروق اور ان کا نام فرزانہ ہے... ہمیں سر... سر چونگا سے ملنا ہے۔"

"سرپونگا۔" ملازم نے جھلا کر کہا۔

"ہاں ہاں... انہی سے..." فاروق نے فوراً بولا۔

"کیوں ملنا ہے۔"

"یہ... یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

انہوں نے ایک آواز سنی... آواز اندر کی طرف سے آئی تھی۔

☆...☆...☆

# شکار

دروازے میں لالو کھڑا تھا... اس کے مڑتے ہی وہ اندر آ گیا اور دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی... پھر سانپ کی طرح پھنکارا:

"یہ یہاں کیا کرنے آیا؟"

"اسے... اسے کوئی کام تھا مجھ سے۔" مسرور گباڈیا نے لرزتی آواز میں کہا۔

"میں سب جانتا ہوں... اب تمہارے دن برے آئے ہیں.. اس لیے تم ایسی حرکات کر رہے ہو... کیا تم نے اسے بلانے کے لیے ندیم خان کو نہیں بھیجا تھا..."

"اوہ... وہ... وہ۔"

"بس رہنے دو... تم سے تو میں بعد میں نبٹ لوں گا... پہلے میں ذرا اس کی ہوا نکال دوں۔"

"ہم... کوئی ٹائر نہیں... انسان ہوں۔"

"ہر انسان میں ہوا ہوتی ہے... اس کو روح کہتے ہیں... تمہیں اتنا نہیں پتا۔"

"ارے... تو آپ روح کی بات کر رہے ہیں... لل... لیکن



سو جاتی ہیں تو پھر لالو معاف نہیں کیا کرتا۔"

"لیکن ان تین غلطیوں سے تمہیں کیا فرق پڑ گیا ہے... سوال یہ ہے۔"

"اب تم لوگ آرام سے تو بیٹھو گے نہیں... بلاوجہ میرے پیچھے پڑ جاؤ گے... تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ میں تمہیں اس قابل نہ چھوڑوں۔"

"تب تو تم سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں... کیا میں اکیلا تھا۔"

"تمہارا مطلب ہے... تمہارے ساتھ یہاں تمہارا بھائی اور بہن ہی تو تھے..."

"ہاں! یہی مطلب ہے۔"

"فکر نہ کرو... وہ اس کار کا تعاقب کرتے ہوئے چوہے دان ہے پھنس جائیں گے... اس طرح انسپکٹر جمشید کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی کہ اس کے لال کہاں ہیں... یا پھر ان پر کیا بیتی۔"

"اچھا! یہ بات ہے... لیکن اس میں ایک بات اور ہے... جو تمہارے لیے پریشان کن ہو گی۔"

"اور وہ کیا... چلو وہ بھی بتا دو۔"

"ہم نے آتے ہوئے ابا جان کو بتا دیا تھا کہ بندرگاہ کی سیر کرنے جا رہے ہیں۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا... بندرگاہ کوئی چھوٹی سی

# شکار

دروازے میں لالو کھڑا تھا... اس کے مڑتے ہی وہ اندر آگیا اور دروازہ بند کر کے چٹخنی لگادی... پھر سانپ کی طرح پھنکارا:

"یہ یہاں کیا کرنے آیا؟"

"اسے... اسے کوئی کام تھا مجھ سے۔" مسرور گباڈیا نے لرزتی آواز میں کہا۔

"میں سب جانتا ہوں... اب تمہارے دن برے آئے ہیں اس لیے تم ایسی حرکات کر رہے ہو... کیا تم نے اسے بلانے کے لیے ندیم خان کو نہیں بھیجا تھا..."

"او... وہ... وہ..."

"بس رہنے دو... تم سے تو میں بعد میں نبٹ لوں گا... پہلے میں ذرا اس کی ہوا نکال دوں۔"

"مم... کوئی ٹائر نہیں... انسان ہوں۔"

"ہر انسان میں ہوا ہوتی ہے... اس کو روح کہتے ہیں تمہیں اتنا نہیں پتا۔"

"ارے... تو آپ روح کی بات کر رہے ہیں... لل...





ہو جاتی ہیں تو پھر لالو معاف نہیں کیا کرتا۔"

"لیکن ان تین غلطیوں سے تمہیں کیا فرق پڑ گیا ہے... سوال تو یہ ہے۔"

"اب تم لوگ آرام سے تو بیٹھو گے نہیں... بلاوجہ میرے پیچھے پڑ جاؤ گے... تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ میں تمہیں اس قابل نہ چھوڑوں۔"

"تب تو تم سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں... کیا میں اکیلا ہوں۔"

"تمہارا مطلب ہے... تمہارے ساتھ یہاں تمہارا بھائی اور بہن بھی تو تھے..."

"ہاں! یہی مطلب ہے۔"

"فکر نہ کرو... وہ اس کار کا تعاقب کرتے ہوئے چوہے دان میں پھنس جائیں گے... اس طرح انسپکٹر جمشید کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی کہ اس کے لال کہاں ہیں... یا پھر ان پر کیا بیتی۔"

"اچھا! یہ بات ہے... لیکن اس میں ایک بات اور ہے... جو تمہارے لیے پریشان کن ہو گی۔"

"اور وہ کیا... چلو وہ بھی بتا دو۔"

"ہم نے آتے ہوئے ابا جان کو بتا دیا تھا کہ بندرگاہ کی سیر کے لیے جا رہے ہیں۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا... بندرگاہ کوئی چھوٹی سی

جگہ تو نہیں ہوتی... کیا خبر... تم نے کس حصے کی سیر کی ہو گی... انہیں کس طرح پتا چلے گا۔"

اوکے... اب میں تمہاری باتیں سن چکا... بس ایک بات اور بتا دو۔"

"وہ بھی پوچھ لو... تم بھی کیا یاد کرو گے۔" یہ کہتے ہوئے وہ اس سے نزدیک ہو گیا... تاکہ آسانی سے چاقو کا وار کر سکے۔

"تم اس گودی کے ایک ملازم ہو... مسرور گباڈیا صاحب تمہارے افسر ہیں... لیکن یہاں معاملہ الٹ نظر آتا ہے... یہاں افسر تم نظر آتے ہو۔"

"اس پوری گودی کا افسر میں ہی ہوں... حکومت ہے یہاں میری... کوئی بڑے سے بڑا افسر بھی میرے آگے دم نہیں مار سکتا۔"

"آخر کیوں... وجہ؟"

"اس دنیا میں اپنے آپ کو منوانا پڑتا ہے... میں نے یہاں خود کو منوایا ہے... اپنی طاقت کے ذریعے... ایک افسر نے ایک دن مجھ سے ذرا سخت لہجے میں بات کی تھی... بس میں نے اس کی ٹھکائی کر دی۔"

"ٹھکائی کر دی... اور اس نے رپورٹ نہیں کی... پولیس کو نہیں بلایا۔"

"سارا کچھ کیا تھا... محکمے میں رپورٹ درج کرائی گئی تھی اور پولیس کو بھی بلایا گیا تھا... پولیس مجھے پکڑ کر لے گئی تھی... لیکن پھر





اس نے مجھے فوراً چھوڑ دیا تھا... اور میں واپس اپنی ڈیوٹی پر آ گیا تھا... جس آفیسر کے پاس رپورٹ کی گئی تھی... اس نے بھی الٹا مجھ سے معافی مانگ لی تھی۔"

"لیکن آخر کیوں۔"

"اس لیے کہ میں خادو کا آدمی ہوں... خادو۔"

"خادو... یہ کیا چیز ہے... کون ہے یہ۔"

"خادو ایک خوفناک نام... شہر میں اس کا ایک گروہ کام کرتا ہے... پولیس والے اس سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں... لہٰذا پولیس اسٹیشن پر تو مجھے ایک مہمان کی طرح لے جایا گیا... اور جب خادو نے اس آفیسر سے فون پر دو باتیں کیں تو اس نے فوراً کہا... لالو صاحب کو ڈیوٹی پر پہنچا دیں... ہمیں ان سے کوئی شکایت نہیں... اس دن کے بعد میری یہاں ایسی دھاک بیٹھی کہ بس کیا بتاؤں اور آج میری دھاک اور بیٹھ جائے گی۔"

"دھاک نہیں، جھاگ بیٹھ جائے گی۔" محمود مسکرایا۔

"کیا کہا۔" وہ پہلی بار چونکا... کیونکہ اب تک تو محمود بھیگی بلی نظر آ رہا تھا... یہ سوال پوچھتے وقت وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا تھا... اسے اس طرح مسکراتے دیکھ کر لالو تو حیران ہوا ہی... مسرور گباڈیا بھی چونک اٹھا... وہ اب تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے دونوں کو دیکھتا رہا تھا... اس بے چارے میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اٹھ کر دروازہ کھول دیتا اور شور مچا دیتا کہ لوگو دیکھو... یہاں کیا ہو رہا ہے...

"اب شاید تم اپنی شومارو گے... لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں... ایک اور جہاز آرہا ہے اس پر بھی ہماری ایک چیز آرہی ہے۔"

"تو وہ کار تمہاری تھی۔"

"ہاں! وہ خادو کی کار تھی... خادو کی کوئی چیز آئے تو میں کسی کو اس کے نزدیک نہیں جانے دیتا... ہاتھ لگانا تو دور کی بات ہے۔"

"اچھا تم مجھے معاف کر دو... مجھے یہاں سے جانے دو۔"

"چلے جانے دوں... تم جا کر اپنے انسپکٹر جمشید کو ساری بات بتاؤ گے اور وہ یہاں آئے گا... پھر ایک اور جنگ یہاں ہو گی... اس سے یہی بہتر ہے کہ اس جنگ کی نوبت نہ آئے۔"

"ہوں... اچھا خیر... تمہاری مرضی..."

"لو... تم گئے کام سے۔" یہ کہتے ہوئے لالو نے چاقو والا ہاتھ بلند کر لیا۔

"نن... نہیں۔" منہ بند رکھنے کی پوری کوشش کے باوجود مسرور گباڈیا کے منہ سے نکل گیا۔

"تم سے بھی سمجھ لوں گا ابھی۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کا چاقو والا ہاتھ نیچے آیا اور محمود کے پیٹ کی طرف بڑھا... یوں لگا جیسے چاقو پیٹ میں اتر جائے گا... لیکن محمود نے عین اس وقت کروٹ لی... چاقو دیوار پر لگا۔ اس نے فوراً دوسرا وار کیا... اس بار محمود اچھل کر دور ہو گیا...

لالو نے پلکیں حیرت سے جھپکائیں... پھر اس نے سوچ سمجھ





کر نپے تلے انداز میں وار کیا اور وہ اس طرح کہ پہلے دوڑ کر محمود کے نزدیک پہنچا... پھر اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ وہ ادھر ادھر نہ ہو... چاقو دے مارا...

محمود ادھر ادھر واقعی نہیں ہوا لیکن وہ یک دم نیچے بیٹھ گیا... چاقو پھر دیوار پر لگا... ساتھ ہی محمود نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لیں... وہ کمر کے بل دھڑام سے گرا... سر کی پشت فرش سے ٹکرائی... ٹکرانے کی آواز آئی... چاقو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور منہ سے چیخ نکل گئی...

"ارے ارے... یہ کیا کر رہے ہیں آپ... کم از کم چیخو تو نہ۔" محمود نے ہانک لگائی۔

"یہ... یہ... یہ کیا ہوا۔" اس نے مسرور گباڈیا کی آواز سنی۔

"آپ صبر اور سکون سے بیٹھے رہیں۔" محمود نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"جج... جی... اچھا۔" وہ کانپ کر بولا۔

"اٹھ رہے ہو یا بس۔" محمود نے لالو کی طرف دیکھا۔

وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا... ویسے سر پر چوٹ ٹھیک ٹھاک لگی تھی... پھر بھی وہ اٹھ گیا... ایک دو قدم لڑکھڑایا... پھر چاقو کی تلاش میں نظریں دوڑائیں... آخر چاقو اسے نظر آگیا... اس نے آگے بڑھ کر اس کو اٹھا لیا۔

"آپ... آپ عجیب ہیں... اسے چاقو اٹھانے کا موقع بھی

دے رہے ہیں۔" مسرور رہ نہ سکا۔

"بس کیا کروں... مم... مجھے ایسی چیزوں کو چھونے سے ڈر لگتا ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"نہیں چھوڑوں گا... نہیں چھوڑوں گا۔"

"اچھا بھائی... نہ چھوڑنا۔"

اس نے اندھا دھند انداز میں محمود کی طرف چھلانگ لگائی اور چاقو دے مارا... محمود نے اس صرف اپنا بچاؤ نہیں کیا... کنی کتراتے ہوئے... اپنی لات بھی گھمائی... لات اس کے پہلو میں لگی... وہ دھڑام سے گرا... چاقو بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا... اس بار اٹھنے میں اس نے کافی دیر لگائی، محمود کھڑا انتظار کرتا رہا۔

"آؤ بھئی آؤ... ذرا جلدی اس لڑائی کو مکمل کر لو... مجھے کہیں اور بھی جانا ہے۔" محمود مسکرایا۔

مسرور گباڈیہ کی آنکھوں میں اب حیرت ہی حیرت تھی... لالو چاقو پھر اٹھا چکا تھا... لیکن اب اسے اپنے ہاتھوں پیروں پر قابو نہیں رہ گیا تھا... وہ لڑکھڑاتے انداز سے محمود کی طرف بڑھا... چاقو والا ہاتھ اوپر کیا اور پھر محمود کی طرف گھمایا... محمود نہایت آسانی سے پیچھے ہٹ گیا... پھر گھوم کر اس کی کمر کی طرف آیا اور پاؤں کی ٹھوکر اس کی کمر پر رسید کر دی۔

وہ اوندھے منہ گرا... چاقو پھر ہاتھ سے نکل گیا... محمود انتظار کرنے لگا... لیکن اس میں اٹھنے کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔





"کیا ہوا بھئی... ہمت جواب دے گئی... تو میں بلاؤں بڑے بھائی کو۔"

"بڑے بھائی کو... کون سے بڑے بھائی کو۔" مسرور نے بوکھلا کر پوچھا۔

محمود کچھ نہ بولا... آگے بڑھ کر اس نے اکرام کو فون کیا... صورت حال بتائی اور فون رکھ دیا... ایسے میں کسی نے کمرے کے دروازے پر دستک دی...

دونوں چونکے... پھر محمود نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا... جونہی دروازہ کھلا۔ لالو کے منہ سے چیخ نکل گئی... دوسری طرف محمود کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا... ایسے میں اس کے موبائل کی گھنٹی بجی۔

☆...☆...☆

# کار بے کار

فاروق اور فرزانہ نے نظریں اٹھائیں... ان کے سامنے اٹھارہ بیس سال کی ایک خوب صورت لڑکی کھڑی تھی اور انہیں حیرت زدہ انداز میں دیکھ رہی تھی...

"میں نے پوچھا ہے... یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"ان دو بے وقوفوں نے پریشان کر رکھا ہے..." ملازم بولا۔

"کیا مطلب..." لڑکی بولی۔

"ہم بتاتے ہیں محترمہ... ہمیں سر پونگا سے ملنا ہے... ہم نے ان سے درخواست کی... سر پونگا سے ملوا دیں... یہ ملوانے کے بجائے ہم سے لڑنے پر تل گئے... اب اس میں ہمارا کیا قصور ہے... آپ ہی بتا دیں۔"

"کیوں... تم کیوں ملنے نہیں دیتے۔" لڑکی نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"سر نے ہدایت کر رکھی ہے کہ چندہ مانگنے کے لیے آنے والوں کو باہر ہی روکا جائے... اور ان سے چندہ لے کر انہیں دے دیا جائے۔"





"تو یہ چندہ مانگنے والے ہیں۔" لڑکی نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"ہرگز نہیں... ہم تو اللہ کی مہربانی سے چندہ دینے والوں میں سے ہیں... یہ دیکھئے... ہمارے پاس نقدی ہے۔" یہ کہہ کر محمود نے جیب سے پرس نکال کر اس کو کھولا اور اس میں بڑے کرنسی نوٹوں کی جھلک اسے دکھائی۔ لڑکی نے حیران ہو کر پرس کو دیکھا... کیونکہ اس میں بہت نوٹ تھے۔

"تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے... انہیں ڈیڈی کے پاس لے جاؤ... م... مگر نہیں... تم ٹھہرو... میں خود لے جاتی ہوں۔"

"او کے۔"

لڑکی انہیں ایک سمت میں لے چلی... آخر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے میں ایک شاہانہ مسہری بچھی تھی... اس پر ایک لمبا چوڑا بھاری بھر کم آدمی نیم دراز تھا... گاؤ تکیے سے اس نے کمر لگا رکھی تھی... دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے ان کی طرف دیکھا... پھر اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی...

"ارے... یہ... یہ کیا... یہ تو وہ ہیں... وہ۔"

"جی نہیں... ہم وہ نہیں ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اوہو... مم... میرا مطلب ہے... یہ وہ ہیں۔" وہ بولے۔

"اور میرا مطلب بھی یہی ہے کہ ہم وہ نہیں ہیں۔"

"بے لی... تم انہیں بتاؤ... میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔" سر پونگا

نے منہ بنا کر کہا۔

"میں تو ابھی تک خود نہیں سمجھی ڈیڈی..."

"اوہ... تب تو پھر میں ہی بتائے دیتا ہوں۔"

"جی ضرور ڈیڈی... خوشی ہو گی۔" لڑکی مسکرائی۔

"یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں... کیوں جناب... میں نے غلط تو نہیں کہا۔"

"اب آپ نے بالکل ٹھیک کہا... لیکن پھر آپ ہمیں 'وہ' کیوں کہہ رہے تھے... جیسے کوئی کہہ دیتا ہے نا... یہ بڑے وہ ہیں... ہم دراصل ان معنوں میں سمجھے تھے۔"

"ہاہا... ہاہاہا..." انہوں نے قہقہہ لگایا... بے لی بھی ہنسنے لگی۔

"آیئے... تشریف رکھیے۔"

"کک... کیا کہا... ڈیڈی آپ نے۔" بے لی بہت زور سے اچھلی... اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"میں نے کہا ہے... آیئے... تشریف رکھیے۔"

"نن نہیں... اس سے پہلے... یہ... یہ کون ہیں... انسپکٹر جمشید کے بچے۔" وہ چلا اٹھی۔

"ہاں! یہی کہا ہے... کیا پہلی بار تم نے دھیان نہیں دیا تھا میری بات پر۔"

"نن... نہیں ڈیڈی... میں معافی چاہتی ہوں... تو یہ وہ ہیں... بہت حیرت ہو رہی ہے انہیں دیکھ کر... حیرت ہے... کمال





ہے... آخر یہ ہمارے ہاں کیوں نظر آ رہے ہیں... یہ تو عام طور پر ایسی جگہوں پر نظر آتے ہیں... جہاں کوئی جرم ہو جائے... یا ہونے والا ہوتا ہے... یا جہاں کسی گڑبڑ کا امکان ہوتا ہے۔"

"اسی لیے ہم یہاں ہیں۔" فرزانہ فوراً بول اٹھی۔

"جی... کیا مطلب..."

"اوہو... آپ لوگ اب تک کھڑے کیوں ہیں... تشریف رکھیے نا۔"

وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے... اور کیا کرتے... ان کی باتیں تو ختم ہی نہیں ہو رہی تھیں کہ وہ اپنی بات شروع کرتے۔

"آپ نے کیا کہا... اسی لیے آپ یہاں ہیں... یعنی یہاں کوئی جرم ہوا ہے... ارے باپ رے۔" لڑکی چلا اٹھی۔

"بالکل غلط... میرے گھر میں کوئی جرم نہیں ہوا۔" سر پونگا نے تنگ کر کہا۔

"تب پھر ہونے والا ہو گا۔"

"اللہ نہ کرے... میرے ہاں کیوں ہو کوئی جرم۔" وہ فوراً بولے۔

"اف توبہ... آپ لوگ بات بھی تو سنیں۔" فرزانہ نے تنگ کر کہا۔

"ہائیں بے لی... یہ اب تک ہم کیا سنتے رہے ہیں۔"

"شاید شاعری۔" اس نے منہ بنایا۔

"ایک سنہری رنگ کی کار ابھی ابھی یہاں لائی گئی ہے... وہ بندرگاہ سے سیدھی یہاں لائی گئی ہے... ہم نے بندرگاہ سے یہاں تک اس کا تعاقب کیا ہے... کیا وہ آپ نے درآمد کی ہے... کسی دوست ملک سے منگوائی ہے آپ نے... اور یہ کہ ہم اس کار کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"یہ حضرات تو شاید دن میں خواب دیکھنے کے عادی ہیں۔"

"میں تو یہ نہیں سمجھتا بے لی... میں نے تو اخبارات میں ان کی بہت تعریفیں پڑھیں ہیں۔"

"وہ انسپکٹر جمشید کی ہوں گی... ان کے والد کی۔"

"نہیں... ان کے کارناموں کا بھی خوب ذکر ہوتا ہے۔"

"لیکن یہ لوگ تو بالکل بھُس دکھائی دے رہے ہیں۔"

"کیا کہا... آپ نے... ہم بالکل بھُس دکھائی دے رہے ہیں۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

"جی... جی ہاں... بالکل۔" بے لی نے منہ بنایا۔

"آپ کار کی بات کریں۔"

"بے کار ہے۔" سرپونگا نے کہا۔

"کیا کہا... کار بے کار ہے۔" فاروق چلایا۔

"آہستہ آواز میں بات نہیں کر سکتے آپ... یہ سرپونگا کی کوٹھی ہے... کوئی پاگل خانہ نہیں... کہ چیخ چیخ کر بات کی جائے۔" بے لی بھی چیخ کر بولی۔





"اور آپ نے جو چیخ کر بات کی ہے۔" فاروق اس سے بھی زیادہ بلند آواز میں چیخا۔

"تو آپ کون سا کم رہے ہیں اس سے۔" سرپونگا دھاڑا۔

"یہاں کوئی کسی سے کم نہیں۔" فرزانہ نے ان سے بھی زیادہ بلند آواز منہ سے نکالی۔

"ٹھیک ہے... فیصلہ ہو گیا۔" سرپونگا نے ڈھیلے ڈھالے انداز میں کہا۔

"کیا فیصلہ ہو گیا... ذرا ہم بھی تو سنیں... اور پھر یہ تو یک طرفہ فیصلہ ہوا ہے... ہم کیوں مانیں اسے۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"توبہ ہے تم سے... اب سن تو لو... کیا فیصلہ ہوا ہے۔"

"سنائیے جناب! ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔"

"ہم سب پاگل ہیں۔" سرپونگا نے فیصلہ سنایا۔

"کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے۔" بے لی بول اٹھی۔

"ہاں... سو فیصد آخری۔"

"تب پھر ان سے کیا بات کرنا... جاؤ یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ... فائدے میں رہو گے۔" بے لی نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"ضرور چلے جائیں گے... لیکن کار کا جائزہ لے کر... آپ ہمیں بہلانے کی کوشش نہ کریں۔"

"کیا کہا... ہم آپ کو بہلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" بے

نی چلائی۔

"ہاں بالکل... جیسے کسی بچے کو کھلونے دے کر بہلایا جاتا ہے... آپ ہمیں اپنی باتوں کے جال میں پھانس کر بہلا رہے ہیں۔"

"او کے... اب ہم کچھ نہیں بولیں گے... صرف آپ کی سنیں گے..."

"ہماری بات تو بس ایک ہی ہے... وہ کار کہاں ہے... ہمیں دکھائی جائے۔"

"اس بات کے جواب میں آپ سے کہا گیا تھا کہ کہیں آپ جاگتے میں خواب تو نہیں دیکھتے۔" بے لی نے منہ بنایا۔

"اپنی اس بات کی وضاحت کریں گی آپ۔" فاروق نے پوچھا۔

"ضرور... کیوں نہیں..."

"تو کر دیں... انتظار کس بات کا۔"

"اس کوٹھی میں کوئی سنہری کار داخل نہیں ہوئی۔"

دونوں دھک سے رہ گئے' چند سیکنڈ تک انہیں گھورتے رہے... پھر فاروق نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ کیا کہا آپ نے... ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کار کو اندر داخل ہوتے دیکھا ہے۔"

"تب پھر آپ تلاشی لے لیں' لیکن تلاشی لینے سے پہلے آپ کو وارنٹ دکھانا ہوں گے... کیونکہ یہ کسی ایرے غیرے کا مکان نہیں



ہے... سرپونگا کی کوٹھی ہے۔"

"بات آپ کی معقول ہے... کیا ہم یہاں سے ایک فون کر سکتے ہیں۔"

"نہیں... آپ باہر جا کر فون کریں۔" سرپونگا نے منہ بنایا۔

"اوہو اچھا... یہ سلوک کر رہے آپ ہم سے۔"

"تو اور کیا کروں... اگر آپ میری کوٹھی کی تلاشی لیں گے تو میں اچھا سلوک کیسے کر سکوں گا۔"

"اچھی بات ہے... اب ہم پہلے وارنٹ آپ کو دکھائیں گے... پھر تلاشی لیں گے۔"

"بے لی... انہیں گھر سے باہر چھوڑ آؤ... اور پہرے دار سے کہہ دو... جب تک یہ وارنٹ نہ دکھائیں' انہیں اندر نہ آنے دینا۔"

"وہ تو پہلے بھی اندر نہیں آنے دے رہے تھے انہیں... یہ تو میں لے آئی تھی... اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ تلاشی لینا چاہتے ہیں۔" اس نے جل کر کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں..."

"آیئے میرے ساتھ۔" بے لی نے کہا اور کمرے سے نکل گئی... وہ اس کے پیچھے چلتے باہر آ گئے... بے لی واپس چلی گئی... کوٹھی کا بیرونی دروازہ بند کر دیا گیا... پہرے دار اس دروازے کے اندر کی طرف رہتے تھے... دستک دینے پر دروازہ کھولتے تھے...

"یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔" فاروق کے لہجے میں بے زاری

تھی۔

”بہت چالاک... دراصل اب تک ان لوگوں نے ہمارا وقت برباد کرنے کی کوشش کی ہے...“

”اوہ... نن نہیں... واقعی۔“ فاروق دھک سے رہ گیا۔

”ہاں فاروق... پہلے تو ہمیں اندر داخل ہی نہیں ہونے دیا گیا... کسی نہ کسی طرح اندر داخل ہوئے تو باتوں میں اس بری طرح الجھایا کہ ہم یہ سوچ ہی نہ سکے کہ یہ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں... اور اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے کار کو ادھر ادھر کر دیا ہے۔“

”ارے باپ رے... اگر ایسا ہوا ہے تو یہ بہت بری بات ہو گی... فوراً انکل اکرام کو فون کرنا چاہیے۔“

انہوں نے دفتر فون کیا... ادھر سے توحید احمد نے بتایا کہ اکرام صاحب کو تو محمود کا فون موصول ہوا تھا لہٰذا وہ بندرگاہ گئے ہیں۔

”اچھا تو پھر آپ سر بونگا کی کوٹھی کی تلاشی کے وارنٹ دفتر سے نکلوا کر یہاں آئیں۔“

”کک... کہاں... سر بونگا کی کوٹھی پر۔“

”نہیں بھائی... سر پونگا... ان کی کوٹھی گوٹ روڈ پر واقع ہے...“

”اچھی بات ہے...“

”اور ساتھ ہی دس کے قریب سادہ لباس والے بھی آ جائیں۔“



”اوکے... آپ فکر نہ کریں... ابھی آتے ہیں۔“

فاروق نے فون بند کر دیا... ایسے میں فرزانہ زور سے اچھلی..

”ارے... یہ کیا... بندرگاہ میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ کار سردار تنویر ابدالی کی ہے... ان کا پتا یہی بتایا تھا... گوٹ روڈ... یہ کیا بات ہوئی... یہاں تو کوئی سردار تنویر ابدالی نہیں رہتے... ہاں سر پونگا ضرور رہتے ہیں۔“

”اندر جائیں گے تو یہ بات بھی پوچھیں گے... ویسے وہ بات لالو نے بتائی تھی اور لالو کی بات غلط بھی ہو سکتی ہے... ہم نے کون سے بجنگ کے کاغذات دیکھے تھے...“

”پہلے سوال یہ ہے کہ کار کہاں ہے... جب کار مل جائے گی... تب دیکھیں گے... وہ کس کی ہے۔“

”اور ادھر محمود نے اکرام کو بندرگاہ بلایا ہے... پتا نہیں وہاں کیا گڑبڑ ہے... ذرا فون کرنا اسے۔“ فرزانہ جلدی جلدی بولی۔

فاروق نے اس کے نمبر ڈائل کیے... دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی... لیکن فون آن نہیں کیا گیا... گویا محمود اس پوزیشن میں نہیں تھا... اور پھر سیٹ بھی آف کر دیا گیا۔

”ادھر گڑبڑ ہے... لیکن ہم یہاں سے جا نہیں سکتے... ورنہ ہم کار کا سراغ کھو دیں گے... ادھر محمود نے انکل اکرام کو تو بلا ہی لیا ہے... غالباً پہلے اسے فون کرنے کا موقع مل گیا تھا... لہٰذا انکل اکرام وہاں پہنچ جائیں گے۔ ہم یہیں ٹھہریں گے۔“

"ٹھیک ہے..." فرزانہ نے سر ہلایا۔

اور پھر وہاں توحید احمد پہنچ گیا... اس وقت تک فاروق اور فرزانہ کوٹھی کے گرد ایک چکر لگا چکے تھے... اس کوٹھی کے ساتھ ایک دوسری کوٹھی کی دیوار ملی ہوئی تھی... باقی اطراف میں کوئی ایسا راستا نہیں تھا جس کے ذریعے کار غائب کی جا سکتی... گویا کار کوٹھی کے اندر ہی تھی... انہوں نے توحید احمد سے وارنٹ لیے... اسے ساری بات سمجھائی اور پھر دستک دی... ایک بار پھر ملازم نظر آیا اور انہیں دیکھ کر چونک اٹھا...

"اب کیا ہے جناب؟"

"سر ڈونگا... میرا مطلب ہے... سر پونگا سے کہیں... ہمارے پاس کوٹھی کی تلاشی کے وارنٹ ہیں۔"

"کیا... کیا کہا... آپ لوگ کوٹھی کی تلاشی لیں گے... سر پونگا کی کوٹھی کی۔"

"ہاں بالکل... وارنٹ کا مطلب یہی ہوتا ہے... انہوں نے ہی وارنٹ کا مطالبہ کیا تھا۔"

"مم... میں انہیں بتاتا ہوں۔" اس نے بوکھلا کر کہا اور اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔

پھر سر پونگا خود دروازے پر آ گئے... وہ انہیں حیرت زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے...

"یہ کیسے ہو گیا... اس قدر جلد وارنٹ کس طرح وصول کر





لیے... جب کہ پولیس کا بڑے سے بڑا افسر بھی میری کوٹھی کی تلاشی کے وارنٹ جاری کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔"

"کیوں جناب! آپ میں ایسی کیا بات ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"ارے! آپ کو نہیں معلوم۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نن نہیں... خود بتا دیں۔"

"میں اس ملک کے صدر کا سالا ہوں۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ بولے۔

یہ بات انہیں پہلی بار معلوم ہوئی تھی... دوسری طرف سر پونگا کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے وارنٹ اپنی آنکھوں سے دیکھے...

پھر اچانک وہ زور سے اچھلے... اور تیزی سے کسی کے نمبر ملانے لگے۔

☆...☆...☆

# خطرہ

محمود نے دیکھا... دروازے میں ایک اور خوفناک آدمی کھڑا تھا...

"آپ کی تعریف۔"

"تعریف اس چوہے سے پوچھو۔" اس نے مسرور گباڈیہ کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ... یہ تو مسرور گباڈیہ ہیں۔" محمود بوکھلا اٹھا۔

"میرے نزدیک ایک چوہے ہیں۔"

"ہم ایک انسان کو چوہا نہیں سمجھ سکتے... اور یہ تو سرکاری ملازم بھی ہیں... ویسے آپ کون ہیں اور آپ کا یہاں کیا کام۔"

"میں اس الو کا استاد ہوں... جس نے سارا سکھایا پڑھایا ضائع کر دیا۔" اس نے لالو کی طرف اشارہ کیا... لالو اب تک بے سدھ پڑا تھا۔

"آپ اس کے استاد ہیں...؟" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ اس قدر جلد تم لوگوں



سے مار کھا جائے گا۔"

"تو اب سوچ لیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"اب میں سوچوں گا نہیں... مرمت کروں گا تمہاری۔"

"آخر ہم نے کیا کیا ہے... پہلے آپ کے شاگرد صاحب میری مرمت کرنے پر تل گئے تھے اور اب آپ آگئے ہیں اس کام کے لیے..."

"یہ قصور کیا کم ہے کہ تم اس طرف آگئے ہو۔"

"اور آنے کے بعد ہم نے اس سنہری کار کو دیکھ لیا ہے۔"

"کار گئی بھاڑ میں... تم اپنی بات کرو۔"

"اب ہم اپنی بات کیا کریں... بات تو اب آپ کریں اپنی۔"

محمود مسکرایا۔

"میں ہاتھوں اور لاتوں سے بات کرنے کا عادی ہوں۔"

"چلیے... جس زبان میں کرنا چاہتے ہیں کریں... لیکن کم از کم اپنا نام ضرور بتا دیں۔"

"کیا اس احمق نے میرا نام نہیں بتایا اب تک... خادم کو خادد کہتے ہیں۔"

"اوہ ہاں یاد آیا... خادد... نام لیا تھا اس نے... تو آپ ہیں اس گروہ کے لیڈر... ویسے شکل و صورت سے آپ کسی جرائم پیشہ گروہ کے لیڈر نظر تو آتے نہیں... اب یہ معلوم نہیں کہ اس کے لیڈر ہیں بھی یا نہیں۔"

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے بچے۔"

وہ فوراً اس کی طرف آیا... اور عجیب انداز سے آیا... اس کے ایک ہاتھ میں چاقو تھا اور دوسرے پر ایک آہنی مکا چڑھا ہوا تھا... پہلے ہاتھ سے اس نے چاقو کا وار کیا... دوسرے سے آہنی مکا اس کی ٹھوڑی پر رسید کیا... محمود بھی بلا کی پھرتی سے حرکت میں آیا اور جھکائی دے کر دوسری طرف نکل گیا... دونوں ہاتھ دیوار میں لگے... ٹھک ٹھک کی آواز سنائی دی... گویا خوب طاقت سے مارے گئے تھے۔

"آپ کے ارادے واقعی خطرناک ہیں۔"

اس نے جواب نہ دیا... بلکہ ایک ایک قدم اس کی طرف اٹھانے لگا۔

"یہ... یہ بہت خطرناک ہے... ہوشیار۔" مسرور گباڈیہ بولا۔

"فکر نہ کریں..." محمود مسکرایا۔

اچانک اس کے دونوں ہاتھ پھر حرکت میں آئے... محمود نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور گویا اڑتا ہوا دوسری طرف جا گرا... فوراً ہی اٹھا... اور مڑا... اس نے بلا کی رفتار سے خادو کو اپنی طرف آتے دیکھا... وہ فوراً زمین پر گرا اور لڑھک گیا... خادو جھونک میں آگے نکل گیا... ادھر محمود عین میز کے پاس جا کر گرا... وہ اٹھا تو اس میز پر شیشے کا پیپر ویٹ رکھا نظر آگیا... اس نے فوراً اس کو اٹھا لیا... آؤ دیکھا نہ تاؤ.. اس کے سر کا نشانہ لیا اور پوری قوت سے پھینک دیا... ادھر وہ حملہ





کرنے کے لیے آگے لپکا تھا... اس لیے رک نہ سکا... نہ بچاؤ کر سکا... چنانچہ پیپر ویٹ اس کے سر پر پورے زور سے لگا... وہ تیورا کر گرا... اس کے ہاتھ سر پر جم گئے... چاقو ہاتھ سے گر چکا تھا...

"اٹھالیں... چاقو... اٹھالیں... ابھی یہ پھر حملہ کرے گا۔"

"فکر نہ کریں..." اس نے پر سکون آواز میں کہا۔

"یہ خطرناک ہے۔" مسرور بولا۔

"ہاں! میں محسوس کر چکا ہوں... لیکن میں اس کے چاقو کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا... اپنے چاقو سے لڑوں گا۔" یہ کہہ کر اس نے جوتے کی ایڑی سرکائی اور چاقو نکال لیا... اس کو کھولا تو مسرور ہنس پڑا... لیکن اس کی ہنسی میں بھی خوف شامل تھا۔

"یہ... یہ کیا... اتنا ذرا سا چاقو... اس سے لڑیں گے آپ... ارے... ارے وہ اٹھ رہا ہے۔" مسرور گباڈیہ نے پھر لرز کر کہا۔

محمود نے دیکھا خادو اٹھ گیا تھا... اس کے سر سے بہنے والا خون اب اس کے چہرے کو رنگین کر چکا تھا اور وہ پہلے سے کہیں زیادہ بھیانک لگ رہا تھا... اس نے بھی اس ننھے سے چاقو کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا... پھر بے ساختہ ہنس دیا... اس کی ہنسی خون آلود چہرے پر اس قدر خوفناک لگی تھی کہ مسرور گباڈیہ تو کانپ اٹھا۔ محمود ڈر سا گیا... لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ حملہ کرتا... محمود نے اس کی طرف دوڑ لگا دی... عین اس وقت کمرے میں چھ سات غنڈے آگئے...

"خبردار... رک جاؤ... ورنہ..." ان میں سے ایک چلایا۔

محمود درمیان میں رک گیا' اس نے ان کی طرف دیکھا... ایک کے ہاتھ میں پستول تھا:

"یہ... یہاں کیا ہو رہا ہے سر۔" اس نے مسرور کی طرف دیکھا۔

"اس سے نہیں... مجھ سے پوچھو۔" خادو غرایا۔

"ٹھیک ہے... آپ بتا دیں... یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"یہ ہمارے کام میں رکاوٹ ڈال رہا ہے... اس نے لالو تک کو زخمی کر دیا ہے... وہ دیکھو... پڑا فرش چاٹ رہا ہے۔"

"بھائی فرش تو نہ چاٹو... نمک چاٹ لو..." محمود نے گھبرا کر کہا۔

"دیکھا... تم لوگوں نے... اس کی تکا بوٹی کر دو۔"

"او کے... آپ کا بھی کیا یہی حکم ہے۔" انہوں نے مسرور گباڈیہ کی طرف دیکھا۔

"نن نہیں... اب یہ لڑائی ختم ہو جانی چاہیے۔"

"وہ اس صورت میں ہو سکتی ہے... جب ہم اسے ختم کر دیں۔"

"نن نہیں... میں... میں ایسے خوفناک مناظر نہیں دیکھ سکتا..."

"نہ دیکھیں... ہم اسے گھسیٹ کر باہر لے جاتے ہیں...





صحن کے بیچوں بیچ قتل کریں گے اسے۔"

"اتنی خوفناک باتیں میرے سامنے نہ کرو۔" وہ لرزا۔

"او کے... چلو لڑکے... باہر۔"

محمود نے بھی سوچا... ان لوگوں سے جان بچانے کا یہ بہترین طریقہ ہے... کھلے میدان میں ان سے دو دو ہاتھ کر لیے جائیں۔

"ٹھیک ہے... چلو۔" اس نے کہا اور باہر کی طرف کا رخ کر لیا... لیکن اپنی کمر کا خیال رکھا... کہ کہیں وہ پیچھے سے وار نہ کر دیں۔

اس طرح وہ صحن تک پہنچے... مسرور وہاں سے باہر نہیں نکلا تھا... البتہ وہ کسی کو جلدی جلدی فون کرنے لگا... شاید پولیس کو...

اب ان لوگوں نے کھلے میدان میں محمود کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

"لڑکے... اب تم گئے۔"

"کک... کہاں۔" وہ بولا۔

"اوپر اور کہاں۔"

"وہاں تو سبھی جائیں گے۔"

"اپنے اپنے وقت پر جائیں گے نا... جب کہ تم وقت سے پہلے جا رہے ہو۔"

"نہیں... ہر شخص اپنے وقت پر ہی جائے گا... اگر میرا وقت آ گیا ہے تو میں ابھی جاؤں گا... اور یہی میرا وقت مقرر ہو گا... یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وقت سے پہلے چلا گیا... اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی

موت کا وقت لکھ دیا... وہ ٹل نہیں سکتا... ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا...“

”مار ڈالو اسے... بہت بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہا ہے۔“

ان کے پستول والے ہاتھ حرکت میں آئے ہی تھے کہ چند ہوائی فائر ہوئے... پھر سب انسپکٹر اکرام کی آواز ابھری۔

”خبردار... تم لوگوں کو گھیر لیا گیا ہے... پستول گرا دو اور ہاتھ اوپر اٹھا دو... ورنہ ہم فائر شروع کرنے لگے ہیں۔“

وہ سب بوکھلا کر پلٹے... چاروں طرف دیکھا... کوئی نظر نہ آیا... اب وہ حیران ہو کر محمود کی طرف مڑے... وہ بھی غائب تھا۔

”ارے! یہ کیا... یہ لڑکا کہاں چلا گیا... اور وہ آواز کس کی تھی؟“ خادو چلا اٹھا۔

”لڑکے نے اب پوزیشن لے لی ہے... اور ہم پہلے ہی پوزیشن لیے ہوئے تھے... اب تم ہماری زد پر ہو... ہاتھ اوپر اٹھا دو... پستول اچھال دو...“

خادو اور اس کے ساتھیوں نے بوکھلا کر ادھر ادھر غور سے دیکھا... اب انہیں رائفلوں کی نالیں نظر آ گئیں... پہلے تو انہوں نے مڑ کر انسانوں کو دیکھا تھا... جلدی میں اس وقت رائفلیں نظر نہیں آئی تھیں... اور پھر انہیں پولیس بھی دوڑ کر آتی نظر آئی...

”آپ لوگ وہیں ٹھہریں... ہم نے انہیں زد پر لے رکھا ہے...“ سب انسپکٹر اکرام نے گرج دار آواز میں کہا۔





”آپ... آپ کون ہیں۔“ پولیس آفیسر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”سب انسپکٹر اکرام... محکمہ سراغ رسانی۔“

”اوہ... لیکن یہاں سے فون تو ہمیں کیا گیا تھا۔“

”وہ... وہ میں نے کیا تھا۔“ محمود نے مسرور گباڈیے کی آواز سنی... اب وہ اپنے دفتر سے نکل آیا تھا... اس کا چہرہ بالکل زرد نظر آ رہا تھا...

خادو اور لالو اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا... اب وہ مسرور کے دفتر میں آ بیٹھے... ایسے میں محمود نے کہا۔

”یہ کیا چکر ہے جناب... یہ سرکاری اڈہ ہے... دوسرے ملکوں سے سامان کے جو جہاز آتے ہیں... ان سے سامان اتروانا آپ کی ڈیوٹی ہے اور یہ لوگ آپ کے ماتحت ہیں... یہی بات ہے نا۔“

”ہاں! یہی بات ہے... لیکن یہ لوگ بہت طاقت ور ہیں... دندناتے پھرتے ہیں... مجھ جیسا کمزور آدمی ان سے نہیں لڑ سکتا۔“

”تب آپ کو اس ملازمت پر نہیں ہونا چاہیے۔“

”میں بھی اب یہی سوچ رہا ہوں۔“

”لیکن یہ لوگ یہاں کرتے کیا ہیں...“

”بس اپنی من مانیاں کرتے ہیں...“

”ہم سے ان کا جھگڑا صرف وہ کار دیکھنے کے سلسلہ میں ہوا تھا... اس کار میں کیا تھا؟“

"کار میں کچھ نہیں تھا... وہ بس ایک کار تھی... یہ لوگ بلا وجہ آپ سے جھگڑ بیٹھے... خادو تو گویا لالو کی مدد کے لیے آیا تھا اور لالو کی مدد کے لیے یہ لوگ آ گئے۔"

"لیکن کیسے... لڑائی تو بند کمرے میں ہو رہی تھی... خادو کو کیسے پتا چلا کہ یہاں لڑائی ہو رہی ہے۔"

"یہ تو میں بھی نہیں سمجھ سکا... سن گن مل گئی ہوگی، کیوں خادو۔" مسرور اس کی طرف مڑا۔

"میں اس طرف سے گزر رہا تھا... میں نے اندر کی آوازیں سن لی تھیں۔" اس نے کہا۔

"لے چلیں ان سب کو۔" محمود نے اکرام کی طرف دیکھا۔

"ضرور کیوں نہیں۔"

"اور ہاں! مجھے تو فوری طور پر گوٹ روڈ جانا ہے... وہاں فاروق اور فرزانہ الجھے ہوئے ہیں۔"

"میں ساتھ چلوں۔"

"آپ پہلے انہیں حوالات تک پہنچائیں... ہمیں اس سلسلے میں ان کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"اچھی بات ہے۔"

"لیکن مجھے ایک جیپ دے دیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

محمود جیپ میں گوٹ روڈ کی طرف روانہ ہوا... گوٹ روڈ پر





کوٹھی نمبر 904 کے ساتھ وہ جیپ سے اتر گیا... اس نے دیکھا... مین گیٹ کھلا تھا اور اندر توحید احمد کے ساتھی نظر آ رہے تھے... وہیں ایک لمبا چوڑا آدمی کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک فون تھا... ٹرانسمیٹر قسم کا... وہ جلدی جلدی سے اس آلے پر کسی سے بات کر رہا تھا...

"کیا میں بھی آپ لوگوں میں شامل ہو سکتا ہوں۔"

محمود کی آواز سن کر فاروق اور فرزانہ فوراً پلٹے... مسکرا کر فرزانہ نے فوراً کہا۔

"اوہ ضرور... کیوں نہیں... بہت دیر لگائی مہربان آتے آتے۔"

"پھر بتاؤں گا... یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"وہ کار یہاں داخل ہوئی تھی... سر گونگا تلاشی دینے پر تیار نہیں ہیں..." فاروق نے بتایا۔

"کوٹھی کی تلاشی؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں اور کیا... کار کو ہم ان کی جیبوں میں تو تلاش کر نہیں سکتے۔" فاروق جل گیا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے... انگارے کیوں چبا رہے ہو۔" وہ ہنسا۔

"اس لیے کہ سر ڈونگا... ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں۔"

"ہاں! یہ تو ہے... کافی دیر ہو گئی تمہیں یہاں آئے... اور اب تک تم تلاشی نہیں لے سکے۔" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"اب تم آ گئے ہو نا... تم جلدی سے لے کر دکھا دو۔"

"ضرور کیوں نہیں ... ارے ... یہاں تو بھائی توحید احمد صاحب بھی نظر آ رہے ہیں۔"

"دفتر میں انکل اکرام تھے نہیں ... میرے فون پر وارنٹ لائے ہیں۔"

"اچھا کیا... انکل اکرام تو میری طرف تھے۔"

"ادھر کیا رہا۔"

"جھڑپ ہوئی شاندار... سات آٹھ آدمی گرفتار کیے ہیں.. اور دو آدمی زخمی۔" اس نے مسکرا کر بتایا۔

"پھر تو بڑا کارنامہ انجام دے آئے۔" فرزانہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"بس... اب تم لوگ تلاشی نہیں لے سکتے... میں نے صدر صاحب سے بات کر لی ہے..."

"ان سے ہماری بات کرائیں جناب ... وہ جب تک براہ راست ہم سے بات نہیں کرتے ... ہم تلاشی لینے سے رک نہیں سکتے۔"

"ہاں ضرور ... یہ لیں ... کر لیں بات ... میں پھر ملاتا ہوں۔"

فاروق آگے بڑھ گیا... اسی وقت سلسلہ پھر مل گیا... سر پونگا نے فون میں کہا۔

"سر... ذرا ان لوگوں کو خود حکم دے دیں... میری بات پر





تو یہ یقین کر نہیں رہے..."

دوسری طرف کی بات سن کر انہوں نے سیٹ بند کر دیا...

"کیا ہوا... آپ تو صدر صاحب سے بات کر رہے تھے۔"

"ہاں کوئی غیر ملکی وفد آ گیا... انہوں نے کہا ہے... وہ اپنے سیکرٹری کو بھیج رہے ہیں۔"

"گویا اب سیکرٹری صاحب کا انتظار کرنا پڑے گا... اس سے یہ کہیں بہتر تھا کہ آپ ہمیں تلاشی دے دیتے۔"

"نہیں... ہرگز نہیں... میں کوئی چور ہوں... ڈاکو ہوں... سمگلر ہوں... میں تو صدر صاحب کا سالا ہوں۔ کیوں دوں تلاشی۔"

"اچھی بات ہے... ہم اب سیکرٹری صاحب سے بات کریں گے۔"

"ضرور کرنا... میں تو اپنے کمرے میں چلا... اتنی دیر یہاں کھڑا نہیں رہ سکتا۔"

"کوئی بات نہیں... ہم روکتے بھی نہیں۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

آخر کار وہاں سیکرٹری صاحب کی شاندار کار داخل ہوئی... وہ اس سے اترے اور انہیں دیکھ کر بولے۔

"اوہو... یہ آپ لوگ ہیں۔"

"جی ہاں! ہیں تو ہم ہی لوگ۔"

"ماجرا کیا ہے... مم... مگر نہیں... پہلے سر پونگا سے بات

کروں گا۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔"

وہ اندر چلا گیا... ڈرائیور کار کے پاس کھڑا رہ گیا... پھر سر پونگا کا ملازم ان کے پاس آیا اور بولا۔

"صرف آپ تین اندر آئیں۔"

"یہ کیوں نہ آئیں..."

"جتنا کہا ہے... اتنا کریں۔" ملازم نے منہ بنایا۔

"او کے... توحید احمد... آپ یہاں ٹھہریں... اور چوکس رہیں۔"

"میں تو چوکس ہوں... آپ چوکس نہیں ہیں۔" توحید احمد نے برا سا منہ بنایا۔

"کیا مطلب... وہ کیسے؟"

"اب تک تلاشی شروع نہیں ہو سکی۔"

"ہاں! اس کا احساس ہمیں ہے... خیر... چند منٹ اور سہی۔"

جونہی وہ سر پونگا کے کمرے میں داخل ہوئے... نہ جانے کیوں انہیں شدید خطرے کا احساس ہوا۔

☆...☆...☆





# خریدار

انہوں نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا...

"آپ کیا دیکھ رہے ہیں... ادھر آ کر بیٹھ جائیں۔" سیکرٹری صاحب نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی اچھا... یہ لیں ہم بیٹھ گئے... لیکن دیر بہت ہو گئی ہے... اور ہم پریشان ہو رہے ہیں۔"

"دیر بہت ہو گئی ہے... کیا مطلب؟"

"ہم اس کوٹھی کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... سر پونگا نے کہا کہ وارنٹ دکھا کر لیں... ہم نے وارنٹ منگائے تو انہوں نے صدر صاحب کو فون کر دیا... جواب میں آپ کو یہاں بھیج دیا گیا... آپ کے آنے میں بھی وقت لگا... اس لیے میں نے کہا ہے... دیر بہت ہو گئی ہے۔"

"آخر مسئلہ کیا ہے..."

"سنہری رنگ کی ایک کار اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہوئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے... وہ کار ابھی سیدھی بندرگاہ سے لائی گئی ہے... ہم اس وقت بندرگاہ پر تھے... ہمیں اس پر کچھ شک

گزرا... ہم نے تو بس اس کو چیک کرنا چاہا تھا... لیکن وہاں ہمارے راستے میں چند غنڈے آگئے... اس طرح ہمیں تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آنا پڑا۔" فاروق یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"میرا خیال ہے اس معاملے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" سیکرٹری صاحب بولے۔

"غلط فہمی... کیا مطلب؟"

"ان کا کہنا ہے کہ کوٹھی میں کوئی نئی سنہری کار داخل نہیں ہوئی..."

"تب پھر... یہ تلاشی کیوں نہیں دیتے۔"

"یہ صدر صاحب کے سالے ہیں... کل اخبارات میں لکھا ہوگا... صدر صاحب کے سالے کی کوٹھی کی تلاشی لی گئی... تو یہ اپنی بے عزتی محسوس کریں گے... اور اخبارات والوں کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے..."

"ہاں! جانتے ہیں... تو یہ صاحب اپنی بے عزتی سے ڈرتے ہوئے کوٹھی کی تلاشی نہیں دینا چاہتے... تاکہ اخبارات میں کوئی خبر نہ لگ سکے۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"اس بات کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں... خبر نہیں لگے گی... اگر یہاں سے وہ کار نہ ملی۔"

"نہیں! میں تلاشی نہیں دوں گا... میری طرف سے





سیکرٹری صاحب ہر طرح کی گارنٹی دینے کے لیے تیار ہیں۔" سرپونگا نے کہا۔

"ہاں! بالکل۔" وہ فوراً بولے۔

"ہم مجبور ہیں... ہمارے پاس تلاشی کے وارنٹ ہیں۔"

"سر... آپ تلاشی دے دیں... میں جو یہاں موجود ہوں... آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔"

"گویا آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں۔" سرپونگا نے شکایت بھرے انداز میں کہا۔

"اگر آپ نے تلاشی نہ دی تو اس سے خرابی پیدا ہوگی... یہ بات دوسرے لوگوں کو معلوم ہوگئی تو وہ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے... کون جانے کوٹھی میں کیا تھا کہ تلاشی نہیں لینے دی گئی... کیا صرف اس لیے کہ وہ کوٹھی صدر صاحب کے سالے کی ہے... ہوئی نا کسی ایرے غیرے کی... تو پولیس کہاں رکنے والی تھی تلاشی لیے بغیر... پھر لوگ اس قسم کی باتیں کریں گے۔"

"کرتے رہیں... میں تلاشی نہیں دوں گا۔"

"آپ لوگ بھی کیوں ضد پر اڑ گئے ہیں... کار کسی اور کوٹھی میں داخل ہوئی ہوگی۔"

"نہیں... ہم نے اس کو اپنی آنکھوں سے اس کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا ہے... اور اس وقت رات نہیں تھی... دن تھا... جب کہ اب بھی دن ہے... ہماری نظریں اتنی کمزور بھی نہیں کہ دن

کے وقت ایک کار کو ایک کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھیں اور اندازہ غلط ثابت ہو جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔"

سیکرٹری نے چکرا کر باری باری دونوں کی طرف کے لوگوں کو دیکھا... پھر اس نے کہا۔

"نہ سر پونگا مان رہے ہیں نہ آپ... بہتر ہوگا... آپ صدر سے بات کر لیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"

انہوں نے صدر صاحب کے نمبر ملائے... پہلے خود بات کی... پھر محمود کی طرف سیٹ بڑھا دیا... اس نے برا سا منہ بنا کر سیٹ لے لیا اور بولا۔

"لیس سر... محمود بات کر رہا ہوں۔"

"پیغام نہیں ملا میرا۔" ان کا لہجہ حد درجے خشک تھا۔

"سر تلاشی انتہائی ضروری ہے' اس میں حکومت کا فائدہ ہے۔"

"بھاڑ میں گیا فائدہ... فوراً کوٹھی سے باہر نکل آؤ... ورنہ تم سب فوراً معطل۔" ادھر سے سرد آواز میں کہا گیا۔

"او کے سر۔" وہ بولا... سیٹ ان کی طرف بڑھا دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔"

"تلاشی تو لی جائے گی۔" محمود پرسکون آواز میں بولا۔

"کیا مطلب؟" سیکرٹری چونکا۔



محمود نے جیسے سنا ہی نہیں... فوراً باہر کی طرف پلٹا اور چیخ کر بولا۔

"توحید احمد... تلاشی شروع کرو۔"

"آپ... آپ اپنے لیے بہت مشکلات خرید رہے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں.. ہم آسانیوں کے خریدار ہیں بھی نہیں۔"

محمود نے برا سا منہ بنایا۔

ادھر توحید احمد اور اس کے ماتحت اندر کی طرف دوڑ لگا چکے تھے۔

"توحید احمد جلدی تلاشی شروع کرو... آپ کو اس کوٹھی نے کوئی چھوٹی سی چیز نہیں... ایک بڑی سنہری رنگ کی کار کو تلاشی کرنا ہے۔"

"یہ کیا مشکل ہے۔" توحید احمد مسکرایا۔

"بس تو پھر جلدی کرو... کیونکہ کوئی نہ کوئی رکاوٹ شروع ہونے ہی والی ہے۔"

"پروا نہیں۔" توحید احمد نے کہا اور پھر اس نے اندر والے حصوں کی طرف اپنے ماتحتوں کو پھیلانا شروع کر دیا... ادھر سیکرٹری صاحب ایک بار پھر صدر صاحب کو فون کر رہے تھے اور بری طرح گرج برس رہے تھے... آخر انہوں نے سیٹ بند کر دیا... اور پرسکون ہو کر کمرے کی طرف بڑھ گئے... پتا نہیں دوسری طرف سے کیا کہا گیا تھا...

"میرا خیال ہے... اب ہمیں بھی تلاشی میں ہاتھ بٹانا چاہیے۔" محمود نے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" دونوں بولے۔

وہ بھی حرکت میں آگئے... کوٹھی کافی وسیع تھی اور تلاشی کا کام جلد مکمل نہیں ہو سکتا تھا... اور انہیں دھڑکا لگا تھا کہ صدر صاحب کی طرف سے کوئی سخت کاروائی شروع ہونے والی ہے' اس سے پہلے پہلے وہ اس کار کو تلاش کر لینا چاہتے تھے... انہوں نے کوٹھی کے گیراج کو دیکھا... لان دیکھے... بڑے کمرے دیکھے جن میں کار جا سکتی تھی... لیکن کہیں بھی کار نہ مل سکی... اب تو ان پر گھبراہٹ طاری ہونے لگی...

"فاروق... فرزانہ... تم نے اس کار کو اسی کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔" محمود نے انہیں گھورا۔

"بالکل... ہمیں ہرگز دھوکا نہیں ہوا تھا... اور محمود تم یہ بھی تو دیکھو... ہمیں اس کار کے مالک کا نام اگرچہ سردار تیمور لدالی بتایا گیا تھا... لیکن... کوٹھی کا نمبر یہی بتایا تھا..."

"لیکن نام کیوں غلط بتایا گیا۔"

"شاید لالو ہمیں دھوکا دینا چاہتا تھا۔"

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا... اگر کار اس کوٹھی میں داخل ہوئی تھی تو اندر کیوں نہیں ہے جب کہ اس کے باہر نکلنے کا اور کوئی راستا بھی نہیں ہے اور دروازے کی طرف تمام وقت ہماری توجہ رہی ہے۔"





"تب پھر... صاف مطلب یہ ہے کہ اس کوٹھی کے نیچے کوئی بڑا تہ خانہ ہے... اس تہ خانے تک جانے کے لیے کوئی خفیہ راستا ہے... جب تک ہم وہ خفیہ راستا تلاش نہیں کر لیتے' اس وقت تک کار تک بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"اوہ... تو پھر... اب اس نظریے سے کوٹھی کی تلاشی لے لیتے ہیں۔" فرزانہ نے کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

انہوں نے توحید کو بھی یہ پیغام دیا اور شروع سے تلاشی لینا شروع کی۔ اب وہ کار کو نہیں... تہ خانے کو تلاش کر رہے تھے... اس غرض کے لیے انہوں نے باغ کا بھی جائزہ لیا کہ کیا خبر تہ خانہ باغ کے نیچے کہیں بنایا گیا ہو... ایک بار پہلے بھی اس قسم کا کیس سامنے آچکا تھا... باغ کے ایک ایک حصہ کو... ایک ایک درخت کو غور سے دیکھا گیا... لیکن تہ خانے کا راستا پھر بھی نہ ملا... اب تو ان پر غصہ سا طاری ہو گیا۔

"آخر یہ کیسے ممکن ہے... پوری کی پوری کار کہاں غائب ہو گئی..."

"اب سر پونگا ہماری جان کھا جائے گا... کار مل جاتی تو اور بات تھی۔"

"ہوں... اللہ مالک ہے... ہمارا خیال یہ تھا کہ صدر صاحب ے ذریعے سر پونگا پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم کار تلاش کر کے

انہیں لاجواب کر دیں گے... پھر صدر صاحب ان کے لیے کچھ نہیں کر سکیں گے... لیکن اب معاملہ الٹ ہو گیا... اب وہ ہمارے سخت خلاف ہو جائیں گے۔"

"ہمت ہارنے سے کچھ نہیں ہو گا... کار اندر آئی ہے... اور کہیں نہ کہیں موجود ہے... لہٰذا... ہمیں پھر سے کوشش کرنا چاہیے۔"

وہ شروع ہونے لگے ہی تھے کہ سرپونگا کا ایک ملازم ان کی طرف آتا نظر آیا... وہ رک گئے اور اسے آتے ہوئے دیکھنے لگے... نزدیک آ کر اس نے طنزیہ انداز میں کہا...

"صدر صاحب نے چند لوگوں کو بھیجا ہے... ان میں آپ کے والد بھی شامل ہیں... وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔"

☆...☆...☆



# رنگ بدلتا ہے

وہ سکتے میں آ گئے... سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس مرحلے پر ان کے والد یہاں آ جائیں گے... خود تو خیر وہ نہیں آئے تھے... انہیں تو صدر صاحب نے بھیجا تھا۔

"آؤ چلیں..." محمود پرسکون آواز میں بولا۔

"کیا ہم ان کے سوالات کے جوابات دے سکیں گے۔" فاروق نے پریشان آواز میں کہا۔

"جو جواب بن پڑے گا... دیں گے... اللہ مالک ہے۔"

انہیں ڈرائنگ روم میں لایا گیا... وہاں سرپونگا کے ساتھ صدر صاحب کے سیکرٹری تو موجود تھے ہی... ان کے آئی جی کے ساتھ ان کے والد بھی بیٹھے نظر آئے... صدر صاحب کے دفتر کے دو آفیسر اور تھے... جن کے وہ نام نہیں جانتے تھے۔

"تشریف لائیے۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

ان کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر ان کی کچھ ڈھارس بندھی... مسکراہٹ طنزیہ بھی نہیں تھی...

"یہ ہیں آپ کے بچے... اب ذرا ان سے پوچھیں... یہ کیا

کرتے پھر رہے ہیں... یعنی میں نے ان کی بات صدر صاحب سے کرائی... انہوں نے صدر صاحب کا حکم اپنے کانوں سے سنا' پھر بھی یہ ٹس سے مس نہیں ہوئے... ہے کوئی تک... کیا ملک کے صدر کے پاس اتنے اختیارات بھی نہیں ہیں... کہ وہ ان جیسوں کو کسی کام سے روک سکیں۔" سرپونگا نے گویا آگ برسائی۔

"انہوں نے ایسا کیا... تو یقیناً اچھا نہیں کیا... ہم ابھی آپ کے سامنے ان سے پوچھیں گے... لیکن اس سے پہلے میں ایک جملہ ضرور کہنا چاہوں گا۔" انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ کر رک گئے۔



"اور وہ کیا؟" وہ سب بولے۔

"انہوں نے اگر ایسا کیا ہے... تو بلاوجہ ہرگز نہیں کیا... صدر صاحب کا حکم بلاوجہ نہیں ٹال سکتے۔"

"اوہو... کیا صدر صاحب کا حکم ٹالنا کوئی معمولی بات ہے۔"

"کبھی کبھی انسان ایسا کرنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔"

"اچھی بات ہے... پہلے آپ ان سے بات کر لیں... پھر ہمیں مطمئن کر دیں... ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔" صدر صاحب کے دفتر کے ایک آفیسر نے کہا' ساتھ ہی وہ آئی جی صاحب کی طرف مڑ کر بولے۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں شیخ صاحب اس بارے میں۔"

"ٹھیک ہے سر۔" آئی جی شیخ افتخار احمد بولے۔

"ہاں! بھئی... تم کیا کہتے ہو... پوری بات تفصیل سے بتا



دو... تاکہ سب سن لیں۔"

"جی بہتر!" محمود نے کہا... پھر اس نے شروع سے لے کر آخر تک کے واقعات سنا ڈالے... کوٹھی کے واقعات اس نے پہلے ہی فاروق اور فرزانہ سے پوچھ لیے تھے... آخر میں اس نے بتایا کہ وہ کار کو کوٹھی میں تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

"تب پھر... کیا آپ کو کار مل گئی۔" آفیسر نے منہ بنایا۔

"ابھی نہیں ملی سر... ہمارا خیال ہے... کوٹھی میں کوئی خفیہ راستا ہے۔"

"ٹھیک ہے... آپ وہ خفیہ راستا تلاش کر لیں... اور کار دکھا دیں... ہم سب چپ چاپ یہاں سے چلے جائیں گے... پولیس سرپونگا کو گرفتار کر لے گی اور اگر ایسا نہ ہو سکا... تو پھر آپ لوگوں کے بارے میں اپنا فیصلہ بعد میں سنائیں گے۔"

"بہت بہتر... ابا جان! ہماری آپ سے درخواست ہے اس کام میں ہماری مدد کریں۔"

"اوہ اچھا... شیخ صاحب آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"بالکل نہیں... اگر تم لوگ کار یہاں سے تلاش کر دیتے ہو... تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" وہ بولے اور باقی لوگوں کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھا... جیسے کہہ رہے ہوں... آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔

"ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"بہت خوب... یہ ہوئی نابات۔"

اب انسپکٹر جمشید ان کے ساتھ باغ میں آئے۔

"کوئی بات ان کی وجہ سے چھپائی ہو تو بتادو۔"

"چند باتیں... ایسی ہیں... بندرگاہ پر جب ہمیں وہ کار نظر آئی تھی... اور ہم نے اس کے مالک کا نام پوچھا تو نام سردار تیمور لبدالی بتایا گیا تھا اور پتا یہی بتایا گیا تھا' یعنی 904 گوٹ روڈ... لیکن جب ہم یہاں آئے تو دروازے پر سرپونگا لکھا نظر آیا... ایک تو ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آئی... دوسری حیرت انگیز بات یہ تھی کہ جب میں وہاں اکیلا رہ گیا تھا اور یہ دونوں کار کے تعاقب میں وہاں سے پہلے آگئے تھے تو مجھ پر لالو نے حملہ کیا تھا... لالو کرا تو وہاں خادو آگیا تھا... خادو کرنے لگا تو اس کے کئی ساتھی آدھمکے تھے... آخر کمرے سے باہر ان لوگوں کو کمرے کے اندر ہونے والی لڑائی کی صورت حال کیسے معلوم ہو رہی تھی۔"

"ہوں... یہ بات دلچسپ ہے... اس کو دیکھیں گے ہم۔"

"دوسری بات... وہ کار دراصل ہمیں بالکل سونے کی کار لگی تھی۔"

"اوہو بھئی... اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہوگا... جیسے زیورات پر چڑھادیا جاتا ہے۔"

"یہ خیال بھی گزرا تھا... لیکن ذہن یہی کہتا رہا کہ یہ سونے کی ہے۔"





"خیر... اور کوئی بات۔"

"دفتر کا انچارج مسرور گباڈیہ ہے... لیکن وہاں غنڈوں کا راج ہے اور وہ ان کے آگے بھیگی بلی بنا ہوا ہے... گویا وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔"

"وہاں کی بات چھوڑو... ادھر کی بات کرو۔"

"پہلے ہمیں کوٹھی میں داخل نہیں ہونے دیا گیا... ملازم رکاوٹ بنے... پھر مشکل سے اندر داخل ہوئے تو سرپونگا رکاوٹ بنے... حالانکہ اگر اندر کار نہیں تھی... تو انہیں تو فوراً تلاشی دے دینی چاہیے تھی... لیکن ہمارا وقت ضائع کیا گیا اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر پروگرام کے تحت وقت ضائع کیا گیا... آخر کیوں۔"

"ہاں! یہ بات ضرور اہم ہے... خیر... اب میں اس کوٹھی کی تلاشی لوں گا..." وہ بولے۔

انہوں نے اپنا کام کوٹھی کے گیٹ سے شروع کیا...

"دیکھو بھئی... کار یہاں سے اندر داخل ہوئی... فوری طور پر یہاں سے وہ اس طویل برآمدے میں آ سکتی تھی... دائیں بائیں اس کے لیے کوئی راستا نہیں ہے... ٹھیک ہے۔"

"جی... جی ہاں بالکل ٹھیک... لیکن یہ برآمدہ سامنے اس دیوار تک جاتا ہے... جو کوٹھی کے پیچھے والی دیوار ہے... اور اس دیوار کے دوسری طرف دوسری کوٹھی ہے... دونوں کوٹھیوں کی دیوار ایک ہی ہے... یعنی درمیانی دیوار ایک ہے..."

"اوہ... تب پھر تم نے اس دیوار کی طرف دھیان کیوں نہ دیا۔"

"جی... کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"کیا خبر اس دیوار میں کوئی خفیہ خانہ ہو۔"

"ہوں... واقعی... ہم نے اس پہلو پر توجہ نہیں دی۔"

"آؤ پھر۔" وہ پرجوش انداز میں بولے۔

اور پھر تیزی سے اس دیوار کی طرف چل پڑے... دیوار کے نزدیک پہنچ کر وہ غور سے اس کا جائزہ لینے لگے... یہ کم اونچی لیکن لمبی دیوار تھی... اس میں کوئی ایسا نشان نہیں تھا کہ اندازہ ہوتا... وہاں کوئی خفیہ راستا ہے...

"لوہے کا کوئی راڈ اگر مل جائے تو میں اس دیوار کو جانچ کر دیکھنا چاہوں گا۔"

"گاڑی سے نکال لاتا ہوں۔" فاروق نے کہا۔

"اوہ ہاں... جیک اوپر اٹھانے والا راڈ لے آؤ۔"

فاروق نے فوراً باہر کا رخ کیا... راڈ لے کر آیا تو انہوں نے اس کے ذریعے دیوار کو جانچنا شروع کیا۔

"یہ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں... کون ہے اس طرف... سر پونگا۔" دوسری کوٹھی کی طرف سے آواز سنائی دی۔

"اوہ معاف کیجئے گا جناب... آپ کو زحمت ہوئی... دراصل اس طرف ایک تفتیشی ٹیم موجود ہے... وہ اس دیوار کو چیک کر رہے





ہیں۔"

"اور ادھر ایک مریض موجود ہے... اسے ان آوازوں سے پریشانی ہو رہی ہے۔"

"اوہ ہمیں افسوس ہے... اچھا اب ہم احتیاط کریں گے... آپ کا نام۔"

"اسرار جاوید۔ سرپونگا کا پڑوسی۔"

"فکر نہ کریں اسرار جاوید صاحب... اب آپ کو اس دیوار کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔"

"شکریہ! بہت بہتر۔"

انہوں نے اس کے قدموں کی آواز سنی... گویا وہ دیوار کے پاس سے جا رہا تھا۔

"محمود... ذرا اپنا چاقو دینا۔"

انسپکٹر جمشید یہ کہتے ہوئے محمود کی طرف مڑے... اور پھر زور سے چونکے... محمود کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔

☆...☆...☆

# ٹھک ٹھک

"کیوں محمود... کیا بات ہے..." انہوں نے دبی آواز میں پوچھا۔

"ہمیں اس کوٹھی کے جائزے... اسرار جاوید صاحب والی کوٹھی کی تلاشی لینی چاہیے... یہ آواز مجھے جانی پہچانی لگی ہے... اور اس کیس کے دوران ہی میں یہ آواز برابر سنتا رہا ہوں۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"بلکہ ہمارا بھی یہی خیال ہے۔" فرزانہ نے اس کی تائید کی' فاروق نے بھی سر ہلایا۔

"تو پھر آؤ۔" وہ پرجوش انداز میں بولے اور باہر کی طرف چلے...

لان میں انہیں سرپونگا... صدر کے سیکرٹری اور دوسرے آفیسر بیٹھے نظر آئے۔

"آپ لوگ ہو گئے فارغ... نہیں ملی نا کار۔"

"کار مل جائے گی... ہماری تلاشی جاری ہے... بلکہ اب تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔





"کیا کہہ سکتے ہیں یقین سے۔" سرپونگا نے منہ بنایا۔

"یہ کہ کار یہیں ہے۔"

"ہاہاہا... انسپکٹر جمشید... آپ بھی بچوں کے ساتھ پاگل ہو گئے ہیں۔"

"بس کیا کروں... یہ بچے ہی ایسے ہیں... جسے چاہتے ہیں پاگل بنا دیتے ہیں... ہو سکتا ہے آج آپ کو بھی پاگل بنا دیں۔"

"آپ جا کہاں رہے ہیں۔"

"ذرا دیر کے لیے... باہر جا رہے ہیں... ابھی لوٹ کر آتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... ہم انتظار کر رہے ہیں... ویسے میں سوچ رہا ہوں... آج یہاں صدر صاحب کو بھی بلا لیا جائے۔"

"آپ کی مرضی۔" انہوں نے منہ بنایا اور آگے بڑھ گئے۔

باہر توحید احمد اور اس کے ماتحت چوکس نظر آئے...

"آس پاس سے کوئی باہر تو نہیں نکلا... کوئی کار۔"

"جی... جی نہیں۔"

"اچھا... اس ساتھ والی کوٹھی کے گرد بھی تین چار آدمی مقرر کر دو۔"

"بہت بہتر... کیا اس میں کوئی گڑبڑ ہے سر۔" توحید احمد نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس بات کا امکان ہے۔"

اب وہ آگے بڑھ کر کوٹھی کے دروازے پر آئے... محمود نے دستک دی... دروازہ کھلا ملازم نے ان پر ایک نظر ڈالی۔

"ہاں جی... کیابات ہے۔"

"اسرار جاوید صاحب سے ملنا ہے..."

"جی اچھا... آپ کے نام۔"

"انسپکٹر جمشید بتادیں۔" وہ بولے۔

"او کے۔" اس نے فوراً کہااور تیزی سے مڑ گیا۔

"اس کے مڑنے کے انداز میں گھبراہٹ پائی جاتی ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"ہاں! میں نے محسوس کیا ہے۔"

ملازم پھر آیا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا... انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا۔

"صاحب ابھی آتے ہیں۔"

قریباً پانچ منٹ بعد ایک درمیانے قد کا آدمی اندر آیا... اس نے ان پر ایک نظر ڈالی... السلام علیکم کہہ کر ان سے ہاتھ ملائے اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"فرمایئے... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"ہم ایک کار کے سلسلے میں یہاں موجود ہیں... سرپونگا کی کوٹھی کی تلاشی لی ہے ہم نے... ان کی کوٹھی میں وہ کار نہیں مل سکی... اب آپ کی کوٹھی کی تلاشی لینا ہوگی ہمیں... ابھی تھوڑی دیر





پہلے دیوار کے پاس آپ نے بات کی تھی؟"

"ہاں! میں ہی تھا... لیکن یہ کیا بات ہوئی... آپ میری کوٹھی کی تلاشی کیوں لینا چاہتے ہیں' عجیب مسئلہ ہے... کار جو آپ خیال میں سرپونگا کی کوٹھی میں تھی... کیا وہ بعد میں اڑ کر غلطی سے ادھر آگئی ہے۔"

"ہم اس امکان کا جائزہ لے رہے تھے کہ آپ نے ہمیں روک دیا۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز منہ سے نکالی۔

"روک دیا... اچھا وہ... دیوار پر ٹھک ٹھک..."

"ہاں جی... ہم اس دیوار کا جائزہ لے رہے تھے کہ اس میں کوئی خفیہ راستا تو نہیں کھلتا... کہ ادھر سے کار ادھر آگئی ہو... ٹھک ٹھک کی آواز نے آپ کو پریشان کر دیا... لہٰذا ہم نے سوچا ٹھک ٹھک کرنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ آپ کی کوٹھی کی تلاشی لے لی جائے۔"

"حد ہو گئی... ہے کوئی تک اس بات کی... بھلا میرا اس کار سے کیا تعلق۔"

"اصل میں ہمارے ذہنوں میں صرف ایک سوال اودھم مچا رہا ہے۔" فرزانہ کی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب...؟ وہ چونکا۔

"یہ کہ آخر کار گئی کہاں... ہم نے خود اپنی آنکھوں سے اس کو سرپونگا کی کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔"

"تو آپ اس کو ان کی کوٹھی میں تلاش کریں... یا وہ راستا

تلاش کریں... جس کے ذریعے آپ کے خیال میں وہ کار اس طرف آگئی ہے۔"

"راستا تلاش کرنے سے آپ نے ہمیں روک دیا ہے... اب آپ ہمیں تلاشی تو لے لینے دیں۔"

"اچھی بات ہے... اگرچہ میں تلاشی دینے سے انکار کر سکتا ہوں... اور کہہ سکتا ہوں... تلاشی کے وارنٹ دکھائے جائیں... لیکن میں قانون سے پوری طرح تعاون کرنے کا عادی ہوں... آپ تلاشی لے لیں۔"

"شکریہ! اور ہم بھی آپ کو وارنٹ دکھا سکتے ہیں... لیکن اب چونکہ آپ نے اجازت دے دی ہے... لہٰذا وقت کیوں ضائع کیا جائے... آؤ بھئی... ذرا ان کی کوٹھی کی تلاشی لے لی جائے۔"

"میں اپنے گھر کے افراد کو ایک کمرے میں جمع کر دوں... ہم دروازہ بند کر کے بیٹھ جائیں گے۔ آپ اچھی طرح تلاشی لیتے رہیے گا۔"

"شکریہ۔" وہ مسکرا دیے۔

پھر تلاشی شروع کی گئی... یہ بھی ایک لمبی چوڑی کوٹھی تھی... اس کے تمام حصوں کو غور سے دیکھنے میں بھی وقت لگ گیا... ایسے میں اسرار جاوید کے دروازے پر زوردار دستک دی گئی۔

"ہم اپنا کام جاری رکھیں گے... ان کا ملازم دیکھ لے گا۔" وہ ان سے بولے۔





"جی بہتر... لیکن... ہمیں اب تک کوئی کامیابی کیوں نہیں ہوئی... کار تو یہاں بھی نہیں ہے۔"

"حوصلہ رکھو... اگر تم نے اپنی آنکھوں سے اس کو سرپونگا کی کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا ہے... تو وہ یہیں کہیں ہے... ان لوگوں نے اس کو کسی خفیہ جگہ میں چھپا دیا ہے۔"

اسی وقت ملازم آتا نظر آیا...

"جناب! ساتھ والی کوٹھی سے چند لوگ آئے ہیں... وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"اچھا۔" وہ بولے، پھر ان تینوں کی طرف مڑے۔

"تم کام جاری رکھو.... میں بات کرتا ہوں ان سے، غالباً تھک گئے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے دروازے پر آئے... وہ سب وہاں کھڑے تھے اور ان کے چہروں پر غصہ، جھلاہٹ اور تلملاہٹ وغیرہ صاف نظر آرہے تھے۔

"انسپکٹر صاحب... آخر ہم کب تک یہ کھیل برداشت کریں گے۔" سیکرٹری صاحب نے چونک کر کہا۔

"اگر آپ کو جلدی ہے... تو آپ جائیں... سرپونگا صاحب بھی آرام کریں... ہم اپنا کام ختم کر کے چلے جائیں گے..."

"لیکن آپ ادھر کیا کر رہے ہیں۔" سرپونگا نے منہ بنایا۔

"ہمارا خیال ہے... کار آپ کی کوٹھی سے اس کوٹھی میں لائی

گئی ہے۔"

"لیکن کس طرح... کیا ہوا میں اڑا کر؟" سرپونگا نے طنزیہ کہا۔

"نہیں... کسی اور طرح... اور ہم یہی معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں... آپ لوگ چلے جائیں... اگر ادھر بھی کار نہ ملی... تو ہم سرپونگا سے معافی مانگ کر یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے... مجھ سے معافی مانگنے کی... میں آپ کو معاف نہیں کر سکتا... بس آپ چپ چاپ یہاں سے چلے جائیے گا۔"

"ہم ایسا ہی کریں گے۔" انہوں نے منہ بنایا۔

وہ لوگ برے برے منہ بناتے چلے گئے... وہ پھر اندر آئے۔

"ہاں بھئی کیا رہا؟"

"ڈھاک کے وہی تین پات۔"

"فکر نہ کرو... اور پوری توجہ سے کام کرو... اللہ مالک ہے... ویسے تمہیں اسرار جاوید کی آواز میں کس کی آواز کا شک گزرتا ہے۔"

"ابھی تک ہم یہ نہیں جان سکے۔"

"لیکن یہ شخص میک اپ میں تو لگتا نہیں۔"

"جی ہاں! یہ بات ہم نے بھی محسوس کی ہے... ہو سکتا ہے... پہلے جس شخص کی آواز ہم نے سنی ہے... وہ میک اپ میں رہا ہو... اور





اب میک اپ اترا ہوا ہو... اس صورت میں تو اسرار جاوید کے چہرے پر میک اپ نظر نہیں آئے گا۔"

"ہاں! یہ تو ہے... ہم نے اس کوٹھی کے تمام کمرے دیکھ لیے... برآمدے کا جائزہ بھی لے لیا... صحن بھی دیکھ لیا... لان رہتا ہے... یا پھر چھت۔"

"جی... کیا فرمایا چھت۔" وہ زور سے چونکے۔

ان کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت نظر آئی۔

☆...☆...☆

# چھت پر



"کیوں محمود... فاروق... فرزانہ... کیا بات ہے... کیا میں نے کوئی غلط بات کہہ دی۔" انہوں نے بھی حیران ہو کر کہا۔

"جی... جی نہیں... آپ نے غلط بات نہیں کہی... ہم سے بہت بڑی چوک ہو گئی... ہم نے سرپونگا کی پوری کوٹھی کی تلاشی لی... لیکن چھت پر گئے ہی نہیں... دراصل ہمارے ذہنوں پر تو وہ کار سوار ہے اور کار کا چھت پر کیا سوال... اس لیے ہم نہیں گئے..."

"لیکن تم حیران کس بات پر ہو۔"

"آپ کو چھت کا خیال کیسے آ گیا... ہمیں حیرت اس پر ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

جواب میں انسپکٹر جمشید بھرپور انداز میں مسکرائے... پھر بولے۔

"کار مل نہیں رہی... اس کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ اب وہ کار کی صورت میں نہیں ہے۔"

"اوہ اوہ... آپ کا مطلب ہے... اس کے حصے الگ الگ کر دیے گئے ہیں۔"



"ہاں! بالکل۔"

"تب بھی ابا جان... کار اتنی چھوٹی چیز نہیں ہوتی... اس کے کتنے بھی حصے کر لیے جائیں۔ پھر بھی اس کا ملبہ بڑے ڈھیر کی صورت میں نظر آئے گا... لیکن ہمیں یہاں ایسا کوئی ڈھیر نظر نہیں آیا۔"

"اور سرپونگا نے تمہارا بہت وقت ضائع کر دیا تھا... یہ بات نہ بھولو۔" وہ سنسنی خیز انداز میں بولے۔

"اوہ ہاں! آپ کا مطلب ہے... اس وقت اندر کچھ لوگ کار کو الگ الگ کر رہے تھے۔"

"تو اور کیا... ورنہ کار کہاں گئی۔"

"کسی تہہ خانے میں بھی تو ہو سکتی ہے۔"

"ابھی تک ہم کوئی تہہ خانہ تلاش نہیں کر سکے۔"

"چلیے پھر اللہ کا نام لے کر پہلے اسرار جاوید کی چھت کو دیکھ لیتے ہیں... پھر واپس چل کر سرپونگا کی چھت کو دیکھیں گے۔"

ایسے میں انہوں نے چند گاڑیوں کی آمد کی آواز سنی...

"شاید ان لوگوں نے صدر صاحب کو بلا لیا ہے... یہ ہمیں پریشان کرنا چاہتے ہیں... خیر... تم اپنا کام جاری رکھو... پہلے چھت کا جائزہ لے لو۔"

"اور آپ؟"

"مجھے تو شاید اب باہر جا کر ان سے بات کرنا پڑے گی... تم فوراً چھت پر پہنچ جاؤ... اور اگر چھت سے چھت تک جانے کا راستا ہو

تو اوپر سے ہی سر پونگا کی چھت پر چلے جانا۔"

"جی اچھا۔" تینوں ایک ساتھ بولے۔

عین اس وقت پراسرار جاوید کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"تم باہر نہیں آؤ گے... سنا تم نے۔"

"جی... جی ہاں... ہم سمجھ گئے۔" وہ بولے اور تیزی سے زینے کی طرف چلے گئے... ادھر انسپکٹر جمشید دروازے کی طرف بڑھے... ادھر سے ملازم آتا نظر آیا۔

"آپ کو باہر بلایا جا رہا ہے جناب... ارے۔"

"کیا ارے۔"

"وہ... وہ آپ کے ساتھی کہاں گئے۔"

"یہیں کہیں ہے... میں باہر جا رہا ہوں۔"

ملازم حیرت زدہ وہاں سے چلا گیا... وہ دروازے سے باہر نکلے... تو توحید احمد نظر آیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔

"سر... ان لوگوں نے صدر صاحب کو بلا لیا ہے... اور وہ سر پونگا کے ڈرائنگ روم میں ہیں... آپ کو وہیں بلایا ہے انہوں نے۔"

"آخر ان لوگوں کو پریشانی کیا ہے... اگر یہاں وہ کار نہیں ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ... آپ مسکرا رہے ہیں سر۔"

"تو اور کیا کروں۔"

"صدر صاحب کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہے۔"





"اوہو اچھا... خیر... کوئی بات نہیں... اللہ مالک ہے۔"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے... دروازے پر انہیں سر پونگا کا ملازم نظر آیا... انہیں دیکھ کر بولا:

"آئیے۔"

وہ اس کے ساتھ اندر داخل ہوئے... پھر ڈرائنگ روم کے دروازے پر رک کر بولے۔

"السلام علیکم... کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔"

"خدا کی پناہ جمشید... تم آخر کرتے کیا پھر رہے ہو... کیوں سر پونگا کو پریشان کر رہے ہو... کار کیا کوئی چھوٹی سی چیز ہوتی ہے... جس کو انہوں نے کسی بکس میں چھپا دیا ہو گا۔"

"یہ بات نہیں ہے سر... دراصل فاروق اور فرزانہ نے اپنی آنکھوں سے کار کو اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔ کار بندرگاہ سے سیدھی یہاں آئی تھی... لہٰذا ہم حیران ہیں کہ آخر وہ کار کہاں غائب ہو گئی... اس بنیاد پر تلاشی لی گئی... اور اب ہم ساتھ والی کوٹھی کی تلاشی لے رہے ہیں..."

"کیا کہا... اب آپ ان لوگوں پر شک ہے... کمال ہے۔" سر پونگا نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں! شک ہے... مہربانی فرما کر ہمیں اپنا شک دور کرنے دیں... ویسے میں سر پونگا سے ایک سوال آپ لوگوں کی موجودگی میں کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں کرو... ضرور کرو۔" وہ بولے۔

"سرپونگا... اگر وہ کار یہاں نہیں آئی... یا وہ یہاں نہیں ہے... تو آپ کو پریشانی کیا ہے... ہم ٹکریں مار مار کر تھک ہار کر خود ہی یہاں سے چلے جائیں گے... آپ ہی بتائیں... آپ کیوں اس قدر پریشان ہیں۔"

سرپونگا نے ادھر ادھر دیکھا... ظاہر ہے... اس سوال کا ان کے پاس بھلا کیا جواب ہو سکتا تھا... آخر بوکھلا کر بولے۔

"میں ایسی دخل اندازیوں کا عادی نہیں ہوں نا... اس لیے مجھے یہ سب بہت عجیب لگ رہا ہے۔"

"آپ نے جواب سنا۔"

"ہاں جمشید... ان کا جواب غلط نہیں ہے... تم اب تینوں بچوں کو ساتھ لے کر یہاں سے رخصت ہو جاؤ... جتنے پریشان یہ اب تک ہو چکے ہیں... بس اتنا ہی کافی ہے۔"

"یہ... یہ آپ کہہ رہے ہیں سر۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"ہاں جمشید! یہ میرا حکم ہے... فوراً سے بھی پہلے... تم چلے جاؤ... وہ تینوں کہاں ہیں؟"

"ساتھ والی کوٹھی میں۔"

"انہیں بھی آواز دے کر بلا لو... اندر جا کر نہیں... مطلب یہ کہ اب تم اس کوٹھی میں بھی داخل نہیں ہو گے... باہر کھڑے رہ کر ان تینوں کو بلاؤ... گاڑی میں بیٹھو اور رخصت ہو جاؤ... تمہیں رخصت



ہوتے میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا... پھر یہاں سے جاؤں گا۔"

"میں آپ کا حکم ماننے پر مجبور ہوں سر... ویسے بہتر تو یہ تھا کہ ہمیں اپنا کام ختم کر لینے دیا جاتا۔"

"بس... بہت ہو چکی... اب میں کچھ نہیں سنوں گا۔"

"جی بہت شکریہ... میں جا رہا ہوں انہیں بلانے۔"

"اور تم باہر کھڑے رہ کر انہیں بلاؤ گے۔"

"جی اچھا۔" انہوں نے پرسکون آواز میں کہا اور باہر نکل کر اسرار جاوید کی کوٹھی کے سامنے آ گئے... انہوں نے بلند آواز منہ سے نکالی۔

"محمود، فاروق اور فرزانہ... نیچے آ جاؤ بھئی... بلکہ کوٹھی سے باہر جاؤ۔"

"جی... کیا فرمایا... باہر آ جائیں۔" وہ چھت کی منڈیر پر آ کر بولے۔

"ہاں! صدر صاحب کا حکم یہی ہے۔"

"ہمیں افسوس ہے ابا جان۔" محمود نے بلند آواز میں کہا... یہ آواز سرپونگا کی کوٹھی تک بھی گئی۔

"کیا کہا... تمہیں افسوس ہے..." انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! ہمیں افسوس ہے۔" محمود نے پھر کہا۔

"لیکن کس بات پر..."

"ہم نیچے نہیں آسکتے... آپ کو اوپر آنا ہوگا۔"

"کیا مطلب... کیا کہا؟" انسپکٹر جمشید چونک اٹھے... کیونکہ محمود کی آواز سے اس بار کامیابی جھانک رہی تھی۔

"ہم نیچے نہیں آسکتے... آپ کو اوپر آنا ہوگا۔"

"بات کیا ہے۔"

"ہمیں ایک چیز نظر آئی ہے۔"

"کیا مطلب... کیا کار چھت پر ہے۔" وہ حیران رہ گئے۔

"جی نہیں... لیکن چھت سے ایک چیز نظر آرہی ہے۔"

انسپکٹر جمشید کو زوردار چکر آگیا... صدر صاحب کا حکم تھا کہ باہر ٹھہر کر انہیں بلایا جائے... جب کہ وہ چھت سے نیچے اترنے پر تیار نہیں تھے... اور نزدیک ہی صدر صاحب موجود تھے...

ایسے میں انہوں نے صدر صاحب اور دوسرے لوگوں کو باہر نکلتے دیکھا... وہ غصے میں بھرے ان کی طرف آرہے تھے۔

☆...☆...☆





# تقریر

"یہ... جمشید... آج یہ کیا ہو رہا ہے... اب میں تمہاری گرفتاری کا حکم دینے لگا ہوں... یعنی اب تمہارے بچے بھی میرا حکم نہیں مان رہے..."

"سر... آپ نے سن لیا ہوگا... میں نے ان سے یہی کہا ہے... کہ وہ باہر آجائیں... وہ اس وقت چھت پر ہیں... لہٰذا میں نے کہا تھا کہ نیچے آجائیں اور باہر نکل آئیں... اس پر انہوں نے ایک نئی بات کہہ دی... یہ کہ وہ نیچے نہیں آسکتے ہیں میں ان کے پاس اوپر جاؤں... آپ مجھے صرف اتنی اجازت دے دیں کہ انہیں کان سے پکڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔"

"جلدی کرو جمشید۔" انہوں نے تلملا کر کہا۔

وہ دل میں مسکرائے اور اندر کی طرف دوڑ پڑے... پھر چھت پر پہنچ کر دم لیا...

"ہاں! کیا چیز دیکھی ہے تم نے۔" انہوں نے سرگوشی کی۔

"کنواں۔" محمود نے دبی آواز میں کہا۔

"کیا کہا... کنواں۔ چھت پر کنواں... دماغ خراب تو نہیں ہو

گیا۔"

"جی... جی نہیں... چھت پر نہیں... بلکہ اسرار جاوید کی کوٹھی کے پچھلی طرف دیوار کے ساتھ ہی کنواں ہے۔"

اب وہ منڈیر پر پہنچ کر نیچے جھکے... اس طرف انہیں واقعی ایک کنواں نظر آیا جس میں پانی نہیں تھا بلکہ کوڑا کباڑ الٹا پڑا تھا... اور چند چیزیں ایسی تھی کہ ان کو دیکھ کر ان پر جوش طاری ہو گیا...

"آؤ فوراً نیچے... ورنہ صدر صاحب کا پارہ اور چڑھ جائے گا۔"

"جی اچھا۔"

وہ دوڑتے ہوئے کوٹھی سے باہر نکلے۔

"تم لوگوں سے جواب طلبی بعد میں کی جائے گی... فی الحال تم یہاں سے چلے جاؤ۔" صدر صاحب کی خشک ترین آواز سنائی دی۔

"شکریہ سر... لیکن مشکل ایک اور ہے۔" انہوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"ہم نے کار کو تلاش کر لیا ہے۔"

"کیا!!!" وہ سب بری طرح چلائے۔

"ہاں سر... ہم نے کار کو تلاش کر لیا۔"

"بکواس... جھوٹ... سفید جھوٹ۔" سرپونگا چیخا۔

"اگر یہ جھوٹ ہے... بکواس ہے... تو آپ کو کیا پریشانی ہے... صدر صاحب ملاحظہ فرمائیں... ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ





رہی ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے پرزور انداز میں کہا۔

اب صدر صاحب ان کی طرف مڑے... اور حیرت زدہ رہ گئے۔

"آپ کو کیا ہوا پونگا... طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی۔"

"جی... جی نہیں... میرا خیال ہے... میرا بلڈ پریشر اچانک ہائی ہو گیا ہے۔"

"ابھی اور ہو گا۔" فاروق بول اٹھا۔

"تم چپ رہو۔" صدر صاحب گرجے... پھر سرپونگا کی طرف مڑے۔

"کیا آپ کو ہسپتال بھجواؤں۔"

"ج... جی ہاں۔"

"لیکن پہلے ہم انہیں کار دکھانا چاہتے ہیں... سونے کی کار۔"

"کیا کہا... سونے کی کار... گویا وہ ایسی کار ہے... جس میں انسان سو بھی سکتا ہے۔" صدر صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی نہیں... آپ غلط سمجھے... وہ ایک ایسی کار ہے... جس میں سونا ہی سونا تھا... یعنی وہ دھات جس کے زیور بنائے جاتے ہیں... جو دنیا بھر کے لیے اہم قیمتی دھات گنی جاتی ہے... جس کے ذریعے دنیا بھر میں لین دین ہوتا ہے... میں اس سونے کی بات کر رہا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے تیز تیز انداز میں کہا۔

"بھلا سونے کی بھی کار ہوتی ہے۔"

"ہوتی تو نہیں سر... لیکن کوئی سمگلر اگر بہت بڑی مقدار میں چوری چھپے سونا ادھر لانا چاہے... تو وہ سونے کی کار بنوا کر لا سکتا ہے... کیونکہ اس کو دیکھ کر کوئی یہ خیال نہیں کرے گا کہ کار سونے کی ہے... بلکہ یہ خیال کرے گا کہ اس پر سونے کا پانی پھیرا گیا ہے..."

"ن نہیں۔" صدر چلائے۔

"تو پھر یہ سرپونگا ایک سمگلر ہیں... سونے کی سمگلنگ کرتے ہیں... اور اسرار جاوید صاحب ان کے ساتھی ہیں اس کاروبار میں... کیونکہ ایسی چیز کو بغیر کسی خطرے کے دوسرے ملک سے لانا اور اپنی بندرگاہ سے خیریت نکلوا دینا سرپونگا کا کام نہیں ہو سکتا... اس کے لیے اسرار جاوید جیسے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے... لیکن یہ اسرار جاوید یہاں ہیں... اپنی اصل جگہ ان کا نام کچھ اور ہے... کیوں اسرار جاوید..." انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اب اسرار جاوید کو بھی سانپ سونگھ گیا تھا... وہ کچھ نہ بولا۔

"تب پھر... یہ کون ہے... اس کا اصل نام کیا ہے۔" صدر صاحب نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"پہلے ہمارا خیال تھا کہ یہ اپنے اصل مقام پر میک اپ میں رہتے ہیں... لیکن غالباً ان کا میک اپ ریڈی میڈ قسم کا ہے... جب چاہتے ہیں اپنا حلیہ تبدیل کر لیتے ہیں... گویا دفتر سے نکلنے کے بعد گاڑی میں بیٹھ کر یہ گھر والا میک اپ کرتے ہیں اور جب صبح دفتر کے لیے نکلتے ہیں تو گاڑی میں بیٹھ کر میک اپ ختم کر دیتے ہیں... ظاہر





ہے... اس تبدیلی کا پتا ان کے نزدیکی لوگوں کو ہے... یہ بھی ہو سکتا ہے... انہوں نے صرف ہماری وجہ سے اس وقت میک اپ کیا ہو... اور عام طور پر اپنے اسی حلیے میں یہاں رہتے ہوں... ہمیں یہاں دیکھ کر انہوں نے سوچا ہو گا کہ اب ان کا پول کھل جائے گا... لہٰذا ریڈی میڈ میک اپ کر لیتے ہیں... لیکن ان کی بدقسمتی کہ یہ اپنی آواز بدلنے میں پوری طرح ماہر نہیں ہیں... کیوں محمود... میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا اور میں نے درست اندازہ لگایا ہے نا... اگرچہ میں بندرگاہ پر نہیں تھا۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"آپ کا اندازہ سو فیصد درست ہے... مسرور گباڈیے کی آواز میں نے پہچان لی تھی... یہ وہی ہے... اس کی جیب سے ضرور میک اپ کی چیزیں نکل آئیں گی... گویا اصل مجرم یہ ہے... بیرونی ملکوں سے سونا سمگل کرتا ہے اور سرپونگا جیسے لوگوں کے ذریعے فروخت کرتا ہے...... کیوں... کیا یہ بات درست نہیں۔"

دونوں نے کوئی جواب نہ دیا... محمود پھر بولا:

"جب تک ہم نے کنواں دریافت نہیں کیا تھا... اس وقت تک یہ خوب رعب ڈال رہے تھے... دھمکیاں دے رہے تھے... لیکن اب... اب یہ اس طرح خاموش ہیں... جیسے اب یہ کچھ نہیں بولیں گے..."

"مسٹر آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں... میں آپ کی تلاشی لوں گا۔" انسپکٹر جمشید نے جیب سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔

اس کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے... ساتھ میں سرپونگا نے بھی اٹھا دیے... دونوں کی تلاشی لی گئی... مسرور گباڈیہ کی جیبوں سے چند چیزیں نکلیں... جب ان چیزوں کو اس کے چہرے پر فٹ کیا گیا تو وہ مکمل طور پر مسرور گباڈیہ نظر آنے لگا...

"آپ لوگ اب کوٹھی کے پیچھے کی طرف چلیں... ہم آپ کو سونے کی کار دکھاتے ہیں۔" محمود پر جوش طاری تھا۔

اب صدر صاحب بھی سکتے کی حالت میں تھے... سب لوگ کوٹھی کے پچھلی طرف آئے... اس طرف خود رو جھاڑیاں ہی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں... گویا یہ زمین بالکل بے کار پڑی تھی... ان جھاڑیوں کے اوٹ میں دیوار کے ساتھ وہ پرانا کنواں موجود تھا۔

"آپ لوگ اس کنویں میں دیکھیں..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ارے باپ رے... کنویں میں کار۔" صدر صاحب کے منہ سے نکلا۔

"اوہ... یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی۔" محمود نے منہ بنایا۔

اور باقی لوگ مسکرانے لگے... اب سب نے کنویں میں دیکھا... اس میں گاڑی کے ٹائر... پرزہ جات وغیرہ ملبے کی صورت میں پڑے تھے... البتہ کار کی باڈی وہاں نہیں تھی۔

"یہ... یہ کیا... یہ تو صرف ٹائر اور پرزے وغیرہ ہیں۔"



"ان دونوں نے وقت حاصل کر کے یہی کام تو کیا تھا... جلدی جلدی کار کے حصے کیے اور کنوئیں میں پھینک دیے... اگر ہم نہ آجاتے تو انہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں تھی... پھر یہ اپنے پروگرام کے مطابق کار کے حصوں کو ٹھکانے لگاتے اور سونا مارکیٹ میں فروخت کرتے۔"

"اوہو... سونا کہاں ہے... وہ تو اب تک نظر ہی نہیں آیا۔"

"ظاہر ہے... اس کوٹھی کے نیچے کوئی تہہ خانہ ہے... اس میں سونے کو پگھلانے کی بھٹی وغیرہ لگی ہوگی۔ گویا اس وقت تک سونا پگھلایا جا چکا ہے اور ڈلیوں کی شکل میں نیچے ہوگا... آپ لوگوں کی دھمکیوں کی وجہ سے ابھی ہم نے اس کوٹھی میں تہہ خانے کو تلاش نہیں کیا... اگر یہ دونوں نہیں بتائیں گے تو پھر وہ بھی تلاش کر کے دکھا دیں گے... لیکن اب یہ چپ رہ کر کیا کریں گے... کیوں بھئی۔" وہ ان دونوں سے بولے۔

"نہیں... کوئی ضرورت نہیں چپ رہنے کی... ہم بازی ہار چکے ہیں۔" ان میں سے ایک نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔

تہہ خانے کا خفیہ راستا کھلوایا گیا... وہ نیچے اترے... اور انسپکٹر جمشید کا خیال سو فیصد درست ثابت ہو گیا... وہاں سونا ہی سونا موجود تھا... اب تو صدر صاحب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور منہ کھلا کا کھلا... وہ تیز آواز میں بولے۔

"گرفتار کر لیں ان دونوں کو اور ان کے تمام ساتھیوں کو۔"

"لیکن سر... یہ تو آپ کے سالے ہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"ایسی کی تیسی میں گیا سالا۔" صدر صاحب چلائے۔

"لیکن ابا جان... یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔" ایسے میں محمود بولا۔

"اور وہ کیا؟"

"سوال یہ ہے کہ آپ تو بندرگاہ پر تھے ہی... آپ نے تو اس مجرم کی آواز سنی ہی نہیں تھی... پھر آپ نے اس کے مجرم ہونے کے بارے میں کیسے اندازہ لگا لیا۔"

"جب محمود بند کمرے میں لالو سے لڑ رہا تھا تو اس کے گرتے ہی وہاں اچانک خادو آ گیا... خادو گرا تو چھ سات غنڈے آ گئے... آخر انہیں کیسے پتا چل رہا تھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے... صاف ظاہر ہے... کرسی پر بیٹھا ہوا شخص میز کے پائے میں لگے ہوئے اشارات والے بٹن دبا کر اپنے لوگوں کو بلا رہا تھا... وہ ان کا کام وہیں ختم کرنا چاہتا تھا... لیکن اس انداز میں کہ خود بھیگی بلی نظر آتا رہے... اور اس پر کوئی شک نہ کرے... لیکن جب تم نے تفصیل سنائی تھی... اس وقت میں نے یہ اندازہ قائم کیا تھا کہ یہ اس کام میں حصہ دار ہے... لیکن اب اندازہ ہو گیا کہ یہ تو ان کا انچارج ہے... گرو ہے... یہاں تک کہ سرپونگا بھی اس معاملے میں اس کا ماتحت... کیوں سرپونگا۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔" اس نے ڈوبتی آواز میں کہا۔

"سرپونگا کو اس لیے ساتھ میں شامل کیا گیا کہ یہ صدر





صاحب کا سالا ہے... آڑے وقت میں کام آئے گا کسی قسم کی چیکنگ بھی ہونے لگی تو اس کے ذریعے اس چیکنگ کو رکوا دیا جائے گا اور انہوں نے یہاں کی تلاشی رکوا ہی دی تھی... اگر یہ تینوں اڑ نہ جاتے... کوئی اور پولیس آفیسر ہوتا تو صدر صاحب کے سیکرٹری کی بنگل دیکھ کر ہی بھاگ جاتا..." یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"چلیے... اس طرح سونا حکومت کے کام آئے گا... فائدہ ہی رہا۔" محمود مسکرایا۔

"ہاں! تم نے ٹھیک کہا۔" صدر صاحب بولے... اپنے سالے کے اس رویے نے انہیں اداس کر دیا تھا...

پھر وہ وہاں سے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

"تم اس کیس میں بہت شان دار رہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لل... لیکن ابا جان... اگر آپ نہ آ گئے ہوتے... اور چھت کی طرف دھیان نہ دلاتے تو ہم شاید اس کنوئیں کو نہ دیکھ پاتے اور صدر صاحب کی ڈانٹ سن کر دوبارہ وہاں سے نکلنے پر مجبور ہو جاتے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن بھئی... آخر کب تک... ایک دن تو ان کا بھانڈا پھوٹنا ہی تھا... جرم کی ہنڈیاں کب تک چولہے پر چڑھی رہ سکتی ہے... ایک نہ ایک دن تو اس کو پھوٹنا ہی ہوتا ہے... ویسے بھی جرم کے پاؤں نہیں ہوتے... بے پاؤں کا جرم آخر کار پکڑا ہی جاتا ہے... اور مجرم بے

نقاب ہو کر رہتا ہے..."

"اس مختصر تقریر کے لیے شکریہ... ورنہ آپ کی یہ تقریر لمبی بھی ہو سکتی تھی۔" فاروق نے شریر لہجے میں کہا۔

اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں۔

☆...☆...☆

## آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود' فاروق' فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 669

# گھناؤنا ستم

مصنف.............. اشتیاق احمد

وادی کاشان کے ایک ہوٹل میں انہیں ایک انسان نظر آیا۔

اس انسان میں کوئی پراسرار اور عجیب بات تھی... جسے انھوں نے محسوس تو کیا لیکن سمجھ نہ سکے۔

محمود اس انسان کے تعاقب میں...

اس نے نشانہ لے کر اس کی پنڈلی پر فائر کیا... گولی پنڈلی پر گی... لیکن...

ہوٹل میں پولیس انہیں گرفتار کرنے پہنچ گئی۔

انہیں جب جیل میں بند کیا گیا تو انہیں ایک عجیب احساس ہوا۔

گروکون تھا... ایک چکرا دینے والا ناول...

اور جب جیل کی کوٹھری سے صرف فرزانہ کو نکالا گیا...

اسے کہاں لے جایا گیا...

ایک کوٹھی کے ہال میں پراسرار منظر... آگ کا ایک بڑا الاؤ جل رہا تھا۔

اس آگ پر کیا تھا...

آپ کے اوسان خطا ہو جائیں گے۔

دل بلیوں اچھلنے لگیں گے... بلکہ اچھل کر حلق تک آجائیں گے۔

قیمت 18 روپے

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

## آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود' فاروق' فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 670

# قتل کا پروگرام

مصنف.............. اشتیاق احمد

- ایک نامعلوم شخص نے فون پر انسپکٹر جمشید سے کہا میں آج رات جاسم بلا کو قتل کر دوں گا
- یہ پیغام اس نے جاسم بلا کو بھی دیا...
- جاسم بلا سے ملئے... ایک بڑے آدمی کی بڑی کہانی...
- آئی جی صاحب نے انسپکٹر جمشید کو ایک فوری حکم دیا۔
- لیکن وہ اس حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔
- محمود' فاروق اور فرزانہ کی نظریں ایک انسانی مجسمے پر کیا پڑیں کہ پھر وہیں چپک کر رہ گئیں
- مجسمے کے ہاتھ میں ایک رائفل بھی تھی۔
- انھوں نے مجسمے کے ساتھ کیا سلوک کیا...
- ایک بہت بڑی کوٹھی کے لان میں دی گئی ایک دعوت میں ایک ہولناک ہنگامہ۔
- یہ ہنگامہ کس نے کیا تھا... آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے۔
- انسپکٹر جمشید اپنے ایک دوست کے گھر گئے تو اس کے ملازم کو دیکھ کر کیوں اچھل پڑے۔
- انسپکٹر جمشید نے ایک شخص کو دعوت کے دوران جیب سے پستول نکال کر فائر کرنے کے لیے بالکل تیار دیکھا...
- سسپنس... مزاح اور انتہائی تیز رفتار کہانی... جو پل پل رنگ بدلتی نظر آئے گی...

قیمت: 18 روپے

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

## آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 671

# پراسرار تیر

مصنف............اشتیاق احمد

- ایک تیر سنسناتا ہوا آیا اور ان کے دروازے میں پیوست ہو گیا۔
- وہ اس وقت گھر سے کچھ فاصلے پر تھے... اور اپنی کار میں آرہے تھے... انہوں نے چاروں طرف دیکھا...
- تیر چلانے والا نظر نہ آیا...
- تیر کی سمت سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ ان کے آس پاس کی عمارتوں میں سے کسی ایک سے چلایا گیا ہے...
- تیر چلانے والے کی تلاش انہیں کہاں سے کہاں لے گئی۔
- تیر چلانے والا کیا چاہتا تھا... کیا ایک تیر سے دو یا دو سے زیادہ شکار کرنا چاہتا تھا۔
- وہ تیر کیا تھا... ایک اہم سوال... جو آپ کو چکرا کر رکھ دے گا۔
- تیر چلانے والا جب آپ کے سامنے آئے گا تو آپ دھک سے رہ جائیں گے۔
- ایک انوکھا سوال بھی اس ناول میں بار بار گونجے گا... اس سوال کی گونج آپ کو حیرت میں ڈال رہے گی۔
- محمود، فاروق اور فرزانہ انوکھے روپ میں... ان کی شوخیاں عروج پر...
- انسپکٹر جمشید ایک خاص انداز سے مجرم پر وار کرتے نظر آئیں گے۔

قیمت
18 روپے

انداز بک ڈپو
9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور



# آپ کے خطوط

ڈیئر انکل اشتیاق احمد

السلام علیکم!

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ آپ کی ناول نگاری کیسی چل رہی ہے۔ ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے (شہدادپور) میں آپ کے ناول نہیں ملتے۔ لہٰذا میں آپ کو آپ کے انتہائی پرانے ناولوں کے لحاظ سے جانتا ہوں (تقریباً 1988ء کے) وہ بھی ہمارے ایک جاننے والے کے گھر سے ملتے تھے۔ وہ پورا گھرانہ آپکے ناولوں کا دیوانہ ہے۔ لیکن ان کے پاس بھی مندرجہ بالا سن سے آگے ناول نہیں جو ہیں وہ 88ء سے بھی پہلے کے ہیں جو ان کے بھائی کراچی سے بھجواتے تھے۔ ان میں بھی ناول بے ترتیب تھے۔ لہٰذا آپ کے کئی شاہکار (جاپانی فتنہ، باطل قیامت، سرخ تیر والے ناول وغیرہ) میں نہیں پڑھ سکا۔ ان کے پاس موجود ایک ایک ناول میں تین تین چار چار دفعہ پڑھ چکا ہوں اور مندرجہ بالا ناولوں کے اشتہار بھی میں نے انہیں میں تڑپ تڑپ کر پڑھے ہیں۔ لیکن کئی دوسرے خاص نمبر (جزیرے کا سمندر، منگال مشن، سنہری چٹان وغیرہ) میں پڑھ چکا ہوں۔ میں نے اپنی سالگرہ یا شاید رزلٹ پر آپ کے ناول امی سے بطور تحفہ دینے کو کہا تھا۔ لیکن میں اور میرے والد پورا حیدر آباد تک چھان آئے لیکن آپ کے نئے ناول یہاں تک کہ پرانے (سیکنڈ ہینڈ) ناول تک نہ مل سکے۔

اب چند دن پہلے میرے ماموں ایک ردی والے سے آپ کے دس عدد ناول نہایت قدیم (87ء، 88ء وغیرہ) ناول لائے ہیں لیکن سب کے سب شوکی برادرز کے۔ جو

مجھے اتنے پسند نہیں۔ لیکن کیا کیا جا سکتا ہے؟

اچھا اللہ حافظ

محمد عمیر بن ریاض۔ مکان نمبر 2019' نشتر روڈ۔ شہداد پور' ضلع سانگھڑ۔ سندھ 68030

خدمت جناب محترم اشتیاق احمد صاحب

السلام علیکم!

میں خیریت سے ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ خاص نمبر اسی رفتار سے لکھ رہے ہوں گے۔ کچھ مجبوری کی وجہ سے خط نہیں لکھ سکا۔ جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ باقی آپ میرے لیے اس ماہ کا خاص نمبر ضرور ارسال کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اس صدی کا یہ آخری خاص نمبر ہے۔ باقی جو ناول آپ کے پاس ہیں ان کی لسٹ ارسال کریں۔ آپ کا خاص نمبر 'جزان کی واپسی' پڑھا۔ اس کے بعد کوئی ناول نہ پڑھ سکا'

آپ کا مخلص

حافظ محمد اعجاز مرکزی جامع مسجد باغ' آزاد کشمیر

محترم اشتیاق انکل

السلام علیکم!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں بھی خیریت سے ہوں۔ 50واں خاص نمبر ''جزان کا جال'' پڑھا۔ پسند آیا۔ اس کی دو باتیں پڑھ کر دکھ محسوس ہوا کہ آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں کہ ڈش نے ناولوں کی مانگ اور اہمیت کو کم کر دیا ہے۔ کوئی اور چیز ہمارے جیسے بچے قارئین کے دل میں آپ کے لکھے ہوئے ناولوں کی اہمیت کو کم نہیں کر سکتی۔ آپ چاہے جتنا بڑا اور طویل ناول لکھ ڈالیں۔ ہم خریدیں گے۔ مجھے میرا مطلوبہ ناولوں کا پارسل موصول ہو گیا ہے اور ایک دو دن میں آپ کو ''ساتواں کون'' 66روپے ''پرانا ڈھانچہ'' 36روپے اور ''جہنم کا بھوکا'' 36روپے جو کہ 138روپے بنتے ہیں۔ 135روپے منی آرڈر کر رہا ہوں جو جلد مل جائیں گے۔ لہٰذا یہ ناول جلد از جلد روانہ کر دیجئے گا۔

اب اجازت

عمر محمود۔

FLAT NO. 102 SHAHEEN ARCADE OOP.MARKET

POST OFFICE NOOR MOHD.SCHOOL ROAD (HRD)

پیارے چاچو اشتیاق احمد

السلام علیکم!

امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے۔ میں آپ کی بہت پرانی قاری ہوں۔ آپ کا لکھنے کا انداز بہت اچھا ہے۔ میں نے آپ کے بہت سارے رسالے پڑھے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر بہت مزا آیا۔ جس طرح آپ اسلام کے دشمنوں کو بے نقاب کرتے ہیں۔ پڑھ کر بہت مزا آتا ہے۔ ہر رسالہ سسپنس سے بھرپور ہوتا ہے۔ میں آپ کو کافی عرصے کے بعد خط لکھ رہی ہوں۔ ہم سب کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اچھا باقی باتیں اگلے خط میں۔ کیونکہ ابھی مجھے بہت سا کام کرنا ہے۔ مزید تاکید رسالہ اور لسٹ ضرور بھیج دیں۔ مہربانی ہوگی۔

والسلام

آپ کی بھتیجی

رخسانہ عبدالحمید

محترم جناب اشتیاق احمد

السلام علیکم!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور بچوں کے لیے مزید ادبی کاوشیں مرتب کرنے میں مشغول ہوں گے۔

جناب! یہ آپ کی تحریر کی چاشنی ہی ہے جو نئے قاری پیدا کرتی ہے اور انھیں ایک نئی دنیا کی سیر کراتی ہے۔ بے شک آپ بچوں کے ادب میں ایک منفرد کام انجام دے رہے ہیں۔ اللہ آپ کے قلم کو مزید رواں کرے۔ آمین! اللہ حافظ

آپ کا قاری

فہد خان۔ مکان نمبر M/197 گلی نمبر 57 محلہ، ارشاد خان راولپنڈی۔ پاکستان

پیارے انکل اشتیاق احمد

السلام علیکم!

آپ کا خط تو کل موصول ہو گیا مگر اب تک وی پی شدہ خاص نمبر نہیں مل سکا ہے کافی دنوں سے اس کے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ آخر مایوس ہو کر خاص نمبر بازار سے خریدنے کی سوچی مگر کسی بھی بک سنٹر سے یہ نہ مل سکا۔

مایوس ہو کر بیٹھ رہا۔ اس مایوسی میں آپ کا نوازش نامہ ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ "دوسری دنیا کا انسان" آپ نے میرے دیے گئے خیالات سے متاثر ہو کر لکھا ہے۔ اور یہ جان کر خوشی دوبالا بلکہ دس بالا ہو گئی کہ آپ اس بات کا ذکر کسی ناول کی دو باتیں میں بھی کریں گے۔ شکریہ

آپ کا اوّلین قاری

زاہد محمود۔ ورائٹیز مووی سنٹر۔ مثلہ چوک 'لالہ زار' راولپنڈی